بسم اللہ الرحمن الرحیم

3820

بھارت میں مسلمانوں پر ہولناک لرزہ خیز مظالم

صفحہ 23

انتخاب، تحریر، ترتیب، تزئین

محمد اسلم رانا بی اے (آنرز)، ڈی او پی گریجویٹ، گولڈ میڈلسٹ
ایڈیٹر ماہنامہ "المذاہب" ملک پارک شاہدرہ لاہور

3820

اسلامی [illegible]سن سنت نگر، لاہور

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO.....................

BOOK NO ....

S-369—Punjab University Press—10,000—29-1-2003

Marfat.com

3820

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بھارت میں مسلمانوں پر دردناک لرزہ خیز مظالم

ذخیرہ

انتخاب، تحریر، ترتیب تزئین

محمد اسلم رانا بی اے (آنرز)، وی او پی گریجویٹ، گولڈ میڈلسٹ

ایڈیٹر ماہنامہ المذاہب ملک پاک شاہدرہ لاہور

اسلامی مشن سنت نگر، لاہور

Marfat.com

3820

69569

نام کتاب : بھارتی مسلمانوں پر دردناک لرزہ خیز مظالم
تالیف : محمد اسلم رانا گولڈ میڈلسٹ
ناشر : اسلامی مشن سنت نگر لاہور
مطبع : طیب جمال پرنٹرز لاہور
کتابت : احمد گرافکس لاہور فون: 320521
بار اول : جولائی 1993ء
قیمت : 10 روپے

87069

Marfat.com

3820

بھارتی مسلمانوں پر دردناک لرزہ خیز مظالم ایک نظر میں

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	تعارف	۵
	پہلا حصہ	
۱	بھارتی مسلمانوں کو ہندوؤں میں جذب کیجئے	۷
	دوسرا حصہ	
۲	بھارتی سیکولرزم ایک عیسائی دانشور کی نظر میں	۲۴
۳	بھارتی سیکولرزم کی حقیقت	۲۵
۴	بھارتی سیکولرزم کا بے نقاب چہرہ	۲۷
	تیسرا حصہ	
۵	بھارت کو ہندو ملک بنایا جائے گا	۲۹
۶	ہندومت کے پیروکاروں میں اضافہ	۳۰
	چوتھا حصہ	
۷	المناک اور حیرت انگیز	۳۲
۸	ہندو وحشت و درندگی کی انتہا	۳۳
۹	ہندو بھارت کے جہنم میں جلتے ہوئے مسلمان	۳۵
۱۰	ہے کوئی درمند اسے پڑھنے گالا؟	۳۷

Marfat.com

۱۱	بھارتی مسلمانوں کی حالت زار (۱)	۳۸
۱۲	بھارتی مسلمانوں کی حالت زار (۲)	۴۰
۱۳	بھارت سے ایک جگرپاش رپورٹ	۴۱
	پانچواں حصہ	
۱۴	بابری مسجد ------- مہد سے لحد تک	۴۷
۱۵	بھارتی مسجدوں میں تالے	۵۲
۱۶	مساجد پر قبضہ کا خوفناک منصوبہ	۵۴
۱۷	ہندو تعصب اور تاج محل	۵۵
۱۸	بھارت میں قرآن مجید کے خلاف سازش	۵۷
	چھٹا حصہ	
۱۹	جواب آں غزل	۶۷
۲۰	سندھی ہندوؤں کی پراسرار تخریبی سرگرمیاں	۷۴
۲۱	لوٹنے والے ہندو ہیں یا پنجابی؟	۸۲
۲۲	سندھی عوام کو بھڑکانے کی بھارتی مہم	۸۹
۲۳	پاکستان میں مندروں کی مرمت و تعمیر	۹۱

Marfat.com

بھارتی مسلمانوں پر دردناک لرزہ خیز مظالم

تعارف

ہندوؤں کے ہاں اسلام ایک غیر ملکی نظام ہے۔ مسلمانوں کو برصغیر ہندوستان میں دیکھنا انہیں قطعی گوارہ نہیں۔ حکومت کی طاقت و قوت ہندوؤں کے ہاتھ کیا آئی بے چارے مسلمانوں کے لئے قیامت برپا ہو گئی! ۴۶ برس سے شہری اور انسانی حقوق کا تو تصور ہی کیا' ہندو عوام و حکومت انہیں موت کے انتظار کی مہلت بھی نہیں دے رہے۔ ان کی جانیں' اموال اور عصمتیں سب لوٹ کا مال ہیں۔ باقاعدہ منصوبہ بندیوں کے تحت۔ نظریاتی' طبعی اور شعوری و لاشعوری طور پر سنگینوں کی نوک کے زور سے بتدریج خاتمہ کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔ بے یارو مدد گار اور بے کس و بے نوا ہیں۔ دنیا بھر میں کوئی ان کا پرسان حال اور شنوا نہیں ہے!

مشن کے خصوصی ترجمان محمد اسلم رانا نے بڑی محنت سے اخباری خبروں' رپورٹوں' اداریوں' بااعتماد اطلاعات اور خود بھارتی رسائل و جرائد کی بنا پر بھارتی جہنم زار میں جلتے ہوئے مجبور و مقہور مسلمانوں کی اندوہناک قلمی تصویر پیش کی ہے۔

ان ہوشربا حالات کے پیش نظر عالمی برادری' بڑی طاقتوں' انسانی حقوق کے ادارون' ایمنسٹی انٹرنیشنل اور اقوام متحدہ اور بالخصوص مسلم ممالک' اسلامی کانفرنس اور مسلم ورلڈ لیگ کا فرض ہے کہ وہ ہندو بھارت پر ہر ممکن

Marfat.com

اخلاقی، اقتصادی اور سیاسی دباؤ ڈال کر اسے مجبور کریں کہ وہ مسلمانوں کے پرامن رہنے، بسنے کی مؤثر ضمانت دے۔

اسلامی مشن سنت نگر لاہور
مورخہ ۲۰ر جولائی ۱۹۹۳ء

اختر احسن

Marfat.com

پہلا حصہ

بھارتی مسلمانوں کو ہندوؤں میں جذب کیجئے

تمہید : مولانا محمد سعود عالم قاسمی ناظم شعبہ سنی دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا یہ **محرکتہ الارا** مضمون ماہنامہ "دارالسلام" مالیر کوٹلہ۔ بھارت بابت مئی ۹۱ء اور جون ۹۱ء میں بعنوان "قومی تہذیب کا المیہ" شائع ہوا تھا۔ حضرت مولانا نے ان مذموم مساعی، ذہنیت اور اقدام کا دلسوزی سے جائزہ لیا ہے جو بھارت سرکار نے بھارتی مسلمانوں کو ہندوؤں میں ضم کرنے کے لئے کئے ہیں۔ ہم نے بغرض سہولت سرخی تبدیل کر دی ہے نیز آخر میں حواشی اور تشریحات کے عنوان سے مضمون کو زیادہ سے زیادہ آسان، قابل فہم اور مفید بنانے کی کوشش کی ہے۔

"المذاہب" میں یہ مضمون نقل کرنے سے مقصود پاکستانی مسلمانوں کو ان المناک حالات سے روشناس کرانا ہے جن کے باوجود بھارتی مسلمان متاع اسلام کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ اہل پاکستان اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں گے۔ (محمد اسلم رانا)

مولانا لکھتے ہیں "ہندو اور مسلمان ہندوستان کی آبادی کا غالب حصہ کل بھی تھے اور آج بھی ہیں اور ان دونوں قوموں کو اپنے تہذیبی ورثہ سے گہرا تعلق ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو وہ اس قومی تہذیب کو جس پر اکثریت کی چھاپ ہو قبول کرنے کے لئے کبھی آمادہ نہیں رہے۔ برادران وطن کا دانشور طبقہ قومی تہذیب کی شکل میں جو کچھ پیش کرتا تھا

Marfat.com

وہ مسلمانوں کے ذہن میں بہت سے شکوک و شبہات پیدا کرتا تھا اور ان کو اپنی تہذیب و ثقافت کا مستقبل معرض خطر میں نظر آتا تھا۔ پنڈت نہرو نے جو آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم منتخب ہوئے نسبتاً معقول سمجھے جاتے تھے ان کے بیانات سے بھی مسلمانوں میں علیٰحدگی کا رجحان افزوں ہوا مثلاً ان کا کہنا تھا۔

"اسلامی تہذیب و تمدن فی نفسہٖ کوئی چیز نہیں بلکہ صدیوں سے مغلوں اور پٹھانوں کے دور حکومت میں جو طریقے مسلمانوں میں رائج ہو گئے تھے انہی کا نام اسلامی تہذیب و تمدن رکھ دیا گیا ہے آج جو مسلمان اسلامی تہذیب و تمدن کا شور مچا رہے ہیں اس کا مقصد محض اس گذرے ہوئے تاریخی دور کی میراث کو اس بدلے ہوئے زمانہ میں جوں کا توں برقرار رکھنا ہے اس لئے یہ رجعت پسند اور ترقی کے دشمن ہیں۔"

اس اقتباس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح مخلوط تہذیب کو ترقی اور اسلامی تہذیب کو رجعت پسندی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور پھر اسلام کی تہذیبی قدروں سے آنکھیں بند کر کے مغلوں اور پٹھانوں کے رسم و فیشن کو اسلامی تہذیب قرار دیا جاتا تھا۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ آنے والے دور میں یہ تہذیب قصہ پارینہ بن کر رہ جائے گی اور مسلمان غیر مسلم اکثریت کی زائیدہ قومی تہذیب کا حصہ بن جائیں گے۔ غیر منقسم ہندوستان کے ایک اور دانشور جو صوبہ متحدہ کے وزیر تعلیمات بھی تھے، مسٹر سمپور نانند کہتے تھے:۔

Marfat.com

"مسلمانوں کی تہذیب کیا ہے؟ مذہب میں شامل نہیں ہے۔ اس کا جلوہ شاعری، فن تعمیر، سنگ تراشی، مصوری اور موسیقی میں نظر آتا ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کا مجسمہ تہذیب ہے۔ کیا ہندو اور مسلمان کی تہذیب، ان چیزوں میں کوئی بین فرق ہے؟ زمانہ ماضی کے چند بہترین لوگوں کو لے لیجئے وہ سب مسلمان ہیں لیکن راگوں کے نام کیا ہیں یہ راگ اور راگنیاں سب سنسکرت کے نام ہیں کیا کوئی ہندو آج ایسا ہے جو یہ کہنے کا حق رکھتا ہو کہ ہندوستانی گانے ہندو گانے ہیں یا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستانی گانے مسلمان گانے ہیں۔ ہندوستانی مصوری اور فن تعمیر کے شباب کا زمانہ عہد مغلیہ میں تھا پھر اب ہم کیوں ہندو تہذیب اور مسلمان تہذیب کا ذکر کرتے ہیں ہم ایران کی مثال لیتے ہیں۔ ایران کا مذہب اسلام ہے اور عرب کا مذہب بھی اسلام ہے لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایران میں عرب تہذیب ہے۔"

آرٹ اور فنون لطیفہ، مغلوں کی فنکاری اور میناکاری کو اسلامی تہذیب قرار دینے کی غلطی نادانستہ کی جا رہی تھی یا دیدہ و دانستہ، اس سے قطع نظر یہ بات بہتر حال واضح ہے کہ اسلامی تہذیب کو اہمیت دینے کے لئے برادران وطن‌اے تیار نہ تھے۔ مسلمانوں کے نزدیک اپنی تہذیب کی بقاء وارتقاء کا مسئلہ جان و مال سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ جسے اہل‌اے وطن ترقی دشمنی اور رجعت پسندی قرار دیتے تھے۔ غیر مسلم چونکہ خود پاکیزہ تہذیبی قدروں اور مربوط نظام زندگی سے محروم تھے اس لئے مسلمانوں کو بھی اسی

Marfat.com

زاویہ نگاہ سے دیکھنا پسند کرتے تھے۔ اگرچہ مسلمانوں کا ایک طبقہ۲؎ اس بات پر مطمئن تھا کہ وہ آزادی کے بعد غیر مسلموں کے ساتھ رہ کر سماجی و سیاسی معاملات میں مشترکہ لائحہ عمل کا حصہ بن کر بھی تہذیبی انفرادیت کو برقرار رکھ سکتا ہے جب کہ دوسرا۳؎ طبقہ اس سے قطعی مطمئن نہ تھا اس نے اکثریت کے آئینے میں اپنی شکل و صورت دیکھ لی تھی اس لئے وہ دو قومی۴؎ تہذیب کا تصور پیش کرتا تھا اور بالآخر وہ اس کے لئے پاکستان کے نام سے ایک الگ ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس علیحدہ ریاست کی وجہ جوازاگرچہ تہذیبی انفرادیت اور ملی تشخص کی ضمانت تھی مگر یہ ضمانت آج تک حاصل نہ ہو سکی کیونکہ مغربی طرز زندگی' نظام تعلیم' نظریہ قومیت' ادب و فنون اور جمہوریت نے بدذات بیلوں کی طرح اس شجرہ طیبہ کو ڈھانک لیا۔۵؎

آزادی اور تقسیم کے بعد ہندوستان میں قومی تہذیب کا مسئلہ پھر ابھر کر سامنے آیا اب اس میں اتنی طاقت اور شدت تھی کہ مسلمان اس سے صرف نظر نہیں کر سکتے تھے۔ اب اس کی پشت پر اکثریت' حکومت اور ذرائع ابلاغ ووسائل نشرو اشاعت کی سہ آتشہ طاقت تھی اور اس کا سامنا کرنا آسان نہ تھا اور سامنا کرنے والوں کو بیک جنبش قلم قوم دشمن اور ملک دشمن قرار دے کر قابل ملامت اور لائق اذیت بنایا جا سکتا تھا جیسا کہ بنایا گیا۔۶؎ دستوری اور قانونی طور پر یہ ضرور اعلان کیا گیا کہ ہندوستان سیکولر طرز حکومت کا ملک ہو گا' اس کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہو گا بلکہ اس

Marfat.com

میں مذاہب اور نظریات کی اشاعت اور قبول کی پوری آزادی ہو گی۔ مگر عملاً قومی تہذیب کے نام پر جو طور طریق اور رویہ اپنایا گیا وہ بہت حد تک جانبدارانہ۷ ے تھا۔ اس تہذیب میں مسلمانوں کی تہذیبی انفرادیت کی گنجائش نہیں تھی لیکن ہندو جارحیت کی رعایت بہرحال موجود تھی۔ ہندواحیاء پرستی کی پشت پناہی اتنے طریقوں سے ہوئی کہ لسانی۸ ے اور مذہبی اقلیتوں۹ ے نے باور کرلیا کہ اب سیکولرازم ہندو۱۰ ے ازم کا ہم معنی ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کی تہذیب ثقافت کیا اور ملی تشخص کیا ان کا وجود بھی غیر مسلموں کا ممنون کرم ہو گیا۔

پنڈت نہرو نے کہا تھا کہ "اکثریت کی فرقہ پرستی۱۱ ے اقلیت کی فرقہ پرستی۱۲ ے سے کہیں زیادہ قوم پرستی۱۳ ے کے قریب۱۴ ے ہے" اور ان کی صاحبزادی سابقہ وزیراعظم اندرا گاندھی نے کہا تھا "کوئی اقلیت اپنی اکثریت کو ناراض کر کے زندہ نہیں رہ ۱۵ ے سکتی"۔ اور مسز گاندھی کے صاحبزادے سابق وزیراعظم راجیو گاندھی نے ہندوستان کے مستقبل کو "رام۱۶ ے راج" سے وابستہ کر دیا۔۱۷ ے۔

قومی تہذیب کے فروغ اور استحکام کے لئے یوں تو بہت سے طریقے چھوٹے بڑے پیمانے پر اپنائے گئے مگر چند خاص طریقے جن کا تعلق خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی تہذیبی و قومی زندگی سے ہے حسب ذیل ہیں۔ ان کا مقصد مسلمانوں کو قومی دھارے میں شامل کرنا اور ان کو اپنی انفرادیت کے اصرار سے باز آنے پر مجبور کرنا ہے۔۱۸ ے

Marfat.com

وحدت ادیان۱۹؎

مذہبی انفرادیت۲۰؎ کا جو تصور مختلف قوموں میں بالخصوص مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اسے ختم کرنے کی بتدریج کوشش کی گئی یہ طے کیا گیا کہ تمام مذاہب کو سچا کہا جائے اور ان سب کی حقانیت اور یکسانیت کا تصور عام کیا جائے اور یہ باور کرایا جائے کہ سبھی مذاہب اچھے ہیں، کوئی بھی مذہب اختیار کرلیا جائے ایک ہی بات ہے کیونکہ سب ایک ہی منزل کے مختلف راستے ہیں اور سب خدا تک پہنچنے کے ذرائع ہیں۔ اگر ان میں کچھ اختلاف ہے تو بس اتنا ہے کہ کچھ ذیلی حقائق ہیں جن کا عرفان ان مذاہب کے بانیوں کو الگ الگ ہوا۔

وحدت ادیان کی تبلیغ کا اثر ایک ناقابل ذکر جدید طبقہ کے علاوہ عام مسلمانوں پر نہیں ہو سکا۔ اس کی ایک وجہ اگر غیر مسلموں کی مسلسل مخاصمت، مسلم دشمنی اور نسل کشی کی کوششیں رہیں تو دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ اگر سارے مذاہب ایک ہی حقیقت کے مختلف روپ ہیں تو جب کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرلیتا ہے تو پھر غیر مسلموں میں شدید رد عمل کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلام بے آمیز توحید پر قائم ہے۔ جب مسلمان یہ مان لے کہ سارے مذاہب سچے ہیں، نظریہ شرک بھی اور نظریہ الحاد بھی درست ہے تو پھر وہ مسلمان ہی نہیں رہ سکتا اس لئے کہ یہی کفر ہے، مزید یہ کہ ان

Marfat.com

مذاہب کے خدا پر یقین کو تسلیم بھی کیا جا سکتا ہے مگر رسالت اور ختم رسالت کا تصور جو کہ جزوایمان ہے اسے کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی اور بھی بنیادی وجوہ ہیں جن کے باعث مسلمانوں کی اکثریت اس اعتقادی گمراہی کا شکار نہ ہو سکی۔

ہندو مسلم ازدواج

قومی تہذیب کی اساس کو مضبوط کرنے کے لئے مخلوط خاندان کا تصور عام کیا گیا' ہندو اور مسلم آپس میں شادی بیاہ کریں تاکہ ایک مشترکہ سماج جنم لے اور اس طرح وہ تہذیب رونما ہو جو ہندو مسلم کلچر کا امتزاج ہو۔ ہندو مسلم ازدواج کا تصور دانشوروں' صحافیوں اور سیاستدانوں کی طرف سے برابر پیش کیا جاتا رہا۔ اور قومی تہذیب کے فروغ میں اسے سب سے بڑا اور مؤثر قدم سمجھا گیا' نئی نسل کو اس کے لئے ذہنی طور پر آمادہ کرنے کے لئے مخلوط تعلیمی ماحول' مخلوط ثقافتی سرگرمیوں اور وسائل نشرو اشاعت کو ذریعہ بنایا گیا۔ روایتی خاندان چونکہ ایسی شادیوں میں رکاوٹ بنتا ہے اس لئے خصوصی میرج ایکٹ کا سہارا دیا گیا۔ لیکن اس کا اثر بھی چند مغرب گزیدہ افراد کے علاوہ عام مسلمانوں پر نہیں ہوا۔ کیونکہ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم خاندان میں شادی کر لینے کے بعد تا آنکہ اپنے جوڑے کو حلقہ بگوش اسلام نہ کرلے مسلم معاشرہ میں اپنی عزت و وقار کو بھی کھو دیتا ہے اور اسلام سے اس کا رشتہ بھی ایک رسمی اظہار سے زیادہ نہیں رہتا اس

Marfat.com

لئے کہ مسلم سوسائٹی کی بنیاد خاندان پر ہے اور خاندان کی حفاظت کے لئے اللہ نے اگر زنا کو حرام قرار دیا ہے تو مشرک و ملحد فیملی میں رشتہ ازدواج پر بھی پابندی لگائی ہے کیونکہ ان دونوں گناہوں سے اسلامی معاشرہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔

یونیفارم سول کوڈ

دستور ہند میں جہاں اقلیتوں کو تعلیمی مذہبی اور تہذیبی خود مختاری دی گئی وہاں یہ سفارش بھی کی گئی کہ حکومت اپنے تمام شہریوں کے لئے ایک یونیفارم[۲۱] سول کوڈ بنانے کی سعی کرے' یہ سفارش اتنی دوررس ہے کہ اس کے بعد مسلمانوں کی تہذیبی شناخت کا وہ پہلو بھی ختم ہو جائے گا جو مسلم پرسنل لاء کی شکل میں ابھی تک باقی ہے۔ اور جس کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنی تہذیبی انفرادیت کا شعور و احساس ہوتا ہے یہ سفارش آج بھی موجود ہے اور اس میں سے مسلمانوں کا قطعی استثناء نہیں۔ یہ عائلی قوانین گو کہ مسلمانوں کے پاس ہیں مگر مختلف ایکٹ اور قوانین کے ذریعے موقع بموقع ان میں بھی ترمیم و تبدیلی کی کوشش ہوتی رہی تاکہ مسلمان قومی دھارے میں بہنے کے لائق[۲۲] ہو جائیں۔ مگر مسلمانوں نے مسلسل احتجاج اور مطالبات کے ذریعہ ابھی تک کسی تبدیلی و تغیر کو قبول نہیں کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں نامساعد حالات سے نبرد آزما ہونے اور اپنی تہذیبی قدروں کی حفاظت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اگرچہ یہ

Marfat.com

بات بجائے خود محل نظر ہے کہ کیا اسلام مسلم پرسنل لاء تک محدود ہے؟ مگر بر سبیل تنزل مسلم پرسنل لاء کی حفاظت بھی ہماری تہذیبی بقا کی ضمانت ہے۔ ۲۴

مغربی تہذیب

اسلامی تہذیب پر اصرار کرنے والوں اور اس کی حفاظت اور اشاعت میں سرگرمی دکھانے والوں کو بنیاد پرست (FUNDA MENTALIST) کا لقب دیا گیا اور ان کو الگ تھلگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ راسخ العقیدگی کی مذمت ہوئی اور اس کے مقابلے میں آزاد خیالی' آزادروی اور لادینیت کی ہمت افزائی کی گئی۔ مغربی طرز فکر کو بڑھاوا دیا گیا۔ یہ طرز فکر اخلاقی باختگی' جنسی آوارگی اور مذہبی تشکیک میں ہندو مت سے مشابہ ہونے کے باعث غیر مسلموں کے لئے قابل قبول تو ہو سکتی ہے مگر اسلام سے قطعی ہم آہنگ نہیں اور مسلمانوں کے لئے ہرگز سود مند نہیں۔ مگر اس کو قومی تہذیب کے فروغ کا زوداثر نسخہ سمجھا گیا اور ہر شعبہ حیات میں اس کی حاکمیت مان لی گئی۔ بعض دانشوروں نے یہ مشورہ دیا کہ :۔

"ہندوؤں اور مسلمانوں کی تہذیبی زندگی کے مشترکہ عناصر کے سلسلہ میں اگر جدید مغربی تہذیب کے عوامل (انگریزی زبان و ادب' جمہوری خیالات' سائنٹفک اور لبرل نقطہ نظر' حیاتی' معاشی قدروں کی واجبی قدرشناسی) کو بھی شمار کر لیا جائے جنہوں نے ہندو مسلم تعلیم یافتہ طبقہ کے

Marfat.com

ایک چھوٹے سے مگر با اثر حلقہ کے ذہن کی تشکیل میں حصہ لیا ہے تو اتنی باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے ہم لازماً اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ مسلم اقلیت ہندوستان کی قومی تہذیب کے نقشہ' میں اچھی طرح کھپ سکتی ہے"۔

مختصر یہ کہ قومی اور علاقائی سطح پر بہت سے منصوبے اور پروگرام بنائے گئے۔ سرکاری اور نیم سرکاری مہمیں چلائی گئیں اور ہمارے ارباب حل و عقد نے اپنی ساری کوششیں اس بات پر مرکوز کر دیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہندوستانی باشندوں بالخصوص اقلیتوں کے ذہنوں سے تہذیبی امتیاز کا تصور ختم کر دیا جائے۔ مذہب کے نام پر کچھ عبادات اور رسموں کی اجازت دے دی جائے اور تہذیبی شعائر ختم کر دیے جائیں۔ ہندو فرقہ کی مذہبی رعایت کرتے ہوئے کھانے پینے میں بھی حد بندی کی جائے ذبیحہ گائے پر پابندی۲۵ے اسی لئے لگائی گئی اور ہندستانی کلچر کو جو اپنے مزاج سے مشرکانہ ہے قومی تہذیب کی شکل دی جائے۔ پھر ہندوستان کے سارے تہذیبی اور مذہبی گروہوں کا آئینہ زندگی بنا دیا جائے جبکہ دوسری طرف اجتماعی زندگی کے لئے جو سب سے زیادہ لازمی اور سودمند چیزیں تھیں انکو بحیثیت مجموعی نظر انداز کر دیا گیا۔ ہندوستانی باشندوں میں' باہمی ہمدردی' ایثار' اتحاد' تعاون ' فرض شناسی' حقوق کی ادائے گی' انصاف' امن پسندی' رواداری' وسعت ظرفی' انسان دوستی' احترام آدمیت' مروت اور بھائی چارگی جیسے اخلاق و صفات کو پیدا کرنے اور نشوونما دینے کی کوئی سنجیدہ

Marfat.com

کوشش نہیں کی گئی بلکہ اس کے برخلاف لسانی اور مذہبی گروہوں کے ساتھ امتیاز و تعصب اور جانبداری کا رویہ اختیار کیا گیا ہر شعبہ زندگی میں ان کو کمزور کرنے کی سعی کی گئی' ان کے خلاف نفرت' بغض' انتقام اور تعصب کا عوامی جذبہ پیدا کیا گیا یا کم سے کم اسے ہوا دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اقلیتیں اور بھی حساس اور محتاط ہو گئیں اور وہ ساری کوششیں جو "قومی تہذیب" کے نام پر کی گئیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں اور اب قومی تہذیب کیا ملکی سالمیت کی بھی کوئی ضمانت نہیں رہ گئی ہے۔

حواشی اور تشریحات

۱۔ ہندو ۲۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی کی سرکردگی میں کچھ مسلمان ہندو نقطہ نظر کے ہمنوا تھے۔ انہیں قوم پرست کہا جاتا تھا۔ رحمہم اللہ تبارک و تعالیٰ علیہم اجمعین ۳۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمت اللہ علیہ کی رہنمائی میں مسلمانوں کی اکثریت ۴۔ ہندو مت اور اسلام جدا جدا مذاہب کی بنا پر ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں لہٰذا انگریزی راج کے خاتمہ پر برصغیر ہندوستان کو تقسیم کر کے انہیں دو الگ الگ ممالک ہندوبھارت اور مسلم پاکستان بنا دیئے جانے چاہئیں ۵۔ یعنی ان وجوہات کی بنا پر پاکستان میں اسلامی تہذیب اور اسلامی تشخص عملی شکل اختیار نہ کر سکے اور پاکستان صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست نہ بن سکا

Marfat.com

۶۔ مسلم قومیت اور ہندوؤں سے جدا ملی تشخص کے علمبردار اور ہندو بھارت کی ہندوانہ قومی تہذیب کو اپنانے کے مخالف مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے ۷۔ اس پر ہندو مت کی چھاپ تھی ۸۔ مثلاً سکھ جو اپنی گورمکھی (پنجابی) زبان کے بڑے فدائی ہیں ۹۔ بھارت کی نمایاں اور سب سے بڑی اقلیت مسلمان ہیں ۱۰۔ اسی لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ قدیم محاورہ بغل میں چھری منہ میں رام رام" کو "دل میں ہندو ازم منہ میں سیکولرزم سیکولرزم" کے الفاظ میں بدل دینا چاہیئے ۱۱۔ ہندوؤں کی بنیاد پرستی ۱۲۔ مسلمانوں کا اسلام سے والہانہ لگاؤ ۱۳۔ کہ ہندو مسلم ایک ہی قوم اور تہذیب ہیں ۱۴۔ یعنی ہندو مت کو فروغ دیا جائے تو بھارت کے ایک قوم بننے کے امکانات روشن ہوں گے ۱۵۔ بھارت میں ہندو مت کی سرکاری سرپرستی اور ترقی و اشاعت پر مسلمانوں کو ناراض نہیں ہونا چاہیئے' اگر مسلمان بھارت میں ہندو مت کے احیاء کا برا منائیں گے تو انہیں ختم کر دیا جائے گا ۱۶۔ ہندو مت کی حکومت' ہندوؤں کی مذہبی حکومت' ہندو راشٹر ۱۷۔ یہ تینوں اقوال نام نہاد سیکولر بھارت میں ہندوانہ عزائم کا تدریجی ارتقاء ظاہر کرتے ہیں۔ نہرو نے جو بات لپیٹ کر کہی تھی' اندرا گاندھی نے اس کی تشریح کر دی اور راجیو نے علی الاعلان کہہ دیا کہ بھارت ایک ہندو ریاست ہو گی ۱۸۔ یعنی بھارتی حکومت نے مسلمانوں کو ہندوؤں میں ملانے کے لئے مندرجہ ذیل چار اقدامات کیئے۔

۱۹۔ وحدت ادیان: ہندو دانشور سر رابندر ناتھ ٹیگور نے ۱۹۲۰ء میں

Marfat.com

لکھا "ہندوؤں کی ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ لوگ (مسلمان) مذہب مذہب کی رٹ لگانا چھوڑ دیں۔ چنانچہ انڈیا ہمیشہ سے معاشرتی اکائی تعمیر کرنے کے تجربات میں مگن ہے۔ جس میں مختلف لوگ اپنے اختلافات قائم رکھتے ہوئے اکٹھے رہیں۔ تعلق ممکن حد تک ڈھیلا تاہم ماحول کے مطابق مضبوط بھی ہو۔ اس امر نے معاشرتی فیڈریشن کی ریاستہائے متحدہ کو جنم دیا ہے جس کا معروف نام ہندومت ہے۔

مشکلات کے باوجود انڈیا نے کچھ قدم آگے بڑھایا ہے اس نے لوگوں کے حقیقی اختلافات تسلیم کر کے انہیں اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے اور ان میں اتحاد کی بنیاد بھی تلاش کی ہے۔ یہ کام ہمارے صوفیہ نانک' کبیر' چٹنیا وغیرہ نے یہ تعلیم دے کر سرانجام دیا ہے کہ سب لوگ ایک ہی خدا کو مان لیں"

اسی وحدت ادیان کی تبلیغ میں ہندو جوگی پنجاب میں گاتے پھرتے تھے۔

ڈڈی سمجھ ہے رب نوں من لیناں
دلوں کڈھنے خودی گمان دونویں
میں تاں میں کہناں پیا توں کہناں
سوچی گل تاں غلط بیان دونویں
سانوں ایکتا پئی دس آوندی اے
جدھر اکھیاں کرن دھیان دونویں
دعوئی دین تے مذہب دا بنھ بیٹھے

Marfat.com

جھگڑا کرن ہندو مسلمان دونویں
ایویں فرق ہے لفظ الفاظ اندر
اکو بات ہے رام رحمان دونویں
مطلب ایس دے وچہ نہ فرق کوئی
فرق سمجھدے زمین آسمان دونویں
اک ماں تے باپ دے جنے پتر
لین دھروں جے بات پچھان دونویں
رب چھڈ کے پوجدے غیر تائیں
دھکے وچہ بازار دے کھان دونویں

("زندگی بلاس" مصنفہ سادھو دیا سنگھ بی اے ۵۲ ویں سال دا حال)

یعنی ہندو خدا کو رام اور مسلمان رحمان پکارتے ہیں۔ یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ اختلاف کچھ نہیں۔ اپنے مذہب پر اڑنے اور اسے ہی سچا کہنے کا خیال دل سے نکال دینا چاہئے۔ خدا کو مان لینا اصل مذہب ہے۔ اس کے بعد یہ امور بے وزن ہو جاتے ہیں۔ ہمیں سگے بھائیوں کی طرح مل جل کر رہنا چاہئے مذہب کے نام پر پھوٹ اچھی چیز نہیں۔

۲۰۔ کہ اسلام ہندو مت سے جدا مذہب ہے۔ اسلام ہی سچا مذہب ہے ۲۱۔ تمام ملکی باشندوں کے لئے نکاح، طلاق، وراثت کے قوانین ایک ہی ہوں ۲۲۔ ہر ملک میں اقلیتی فرقوں کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ نکاح، طلاق، وراثت میں اپنے مذہبی احکام پر عمل کر سکتے ہیں ۲۳۔ اپنی مسلم اور اسلامی

Marfat.com

انفرادیت کو چھوڑیں ۲۴۔ اسی لئے تو پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا کہ اسلام صرف نکاح' طلاق اور وراثت تک ہی محدود نہیں ہے۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی اس پر عملدرآمد ضروری ہے۔ ۲۵۔ سیکولرزم کی لاکھ علمبرداری کے باوجود ہندو بھارت میں مذہب پسندی' ہندو مت اور ہندو بنیاد پرستی کو اس قدر تحفظ حاصل ہے کہ بھارتی آئین میں باقاعدہ طور پر گائے کا تقدس تسلیم کیا گیا ہے ۲۶۔ انہیں دبانے اور ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔

انسانیت : تہذیب جدید نے ایک مذہب' انسانیت' کا تحفہ دیا ہے۔ جو اسلامی اقدار و شعائر کے لئے ہندو ''وحدت ادیان'' سے بھی بڑھ کر سم قاتل ہے کہ سب انسان برابر ہیں۔ ان سے ملو' گلو' برتو' رہو' سہو' کھاؤ' پیو' سب سے محبت اور یکساں سلوک کرو۔ (مسلم) انفرادیت اور امتیاز پسندی کا نام نہ لو۔

۸۳ء میں بھارت گیا تو میزبان خاندان کا ایک فرد مجھے اپنے ساتھ لدھیانہ لے گیا وہاں اس کی زبانی پہلی (اور شائد آخری؟) مرتبہ مذہب ''انسانیت'' سے متعارف ہوا۔ میں نے اظہار پسندیدگی کیا کہ ''انسانیت'' اچھی چیز ہے۔ دراصل میں خوش ہوا تھا چلو بھارت میں ''انسانیت'' ترقی کرے اور اس بہانے ہی مسلمان بچے رہیں۔

ایک دن میں گھر کی دال سبزی کھا رہا تھا کہ بیرا مرغ کا سالن لے آیا جسے میں نے نہ کھایا اس پر میرے دوست کہنے لگے بھئی کھائیں نا یہی تو

Marfat.com

"انسانیت" ہے!

دہائی خدا کی میں سر پیٹ کر رہ گیا کہ میں جس "انسانیت" کو مسلمانوں کے حق میں زندگی سمجھ رہا تھا وہ تو ان کے دین و ایمان کی قاتل ہے! پرنالہ وہیں کا وہیں ہے! اور کسی بھی مذہب کے پیروکار کا کچھ نہیں بگڑتا!

"انسانیت" کے پرستار کیا جانیں کہ جہاں "انسانیت" ختم ہو جاتی ہے وہاں سے اسلام شروع ہوتا ہے مثلاً انسانیت کا معراج خدمت خلق ہے۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ راستہ سے پتھر یا کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دینا (خدمت خلق) اسلام کی ابتداء اور لا الہ الا اللہ (صرف اللہ پاک ہی کی عبادت کرنا) انتہا ہے!

لطف کی بات سنئے کہ نام نہاد "انسانیت" کی آڑ میں میرے اسلام پر ڈاکہ ڈالنے والا سکھ دوست اپنی گانٹھ کا پکا تھا کہتا تھا گوردوارہ (سکھ مسجد) خدا کا گھر ہے جو کوئی جی چاہے وہاں جا کر رب رب کرے۔ ایک دن میں اس کے ساتھ لدھیانہ سے ۲۰ میل دور وہ گوردوارہ دیکھنے گیا جہاں گورو گوبند سنگھ جی نے مغلوں سے مقابلہ میں زخمی ہونے کے بعد دو مسلمان بھائیوں نبی خان اور احمد خان کے ہاں پناہ لی تھی تو میرے اصرار کے باوجود اس نے مجھے گوردوارہ کے اندر نہ جانے دیا اور مجھے باہر ایک بنچ پر ہی نماز پڑھنی پڑھی۔ وہاں سرگودھا کا ایک سکھ السلام علیکم کہکر مجھ سے لپٹ گیا تھا۔ ہر بڑے گوردوارہ کے ساتھ لنگر خانہ ہوتا ہے' جہاں وقت

[redacted] 87069

Marfat.com

مقررہ پر ہر کس و ناکس کھانا کھا سکتا ہے۔ اعلان سن کر میں نے کہا لنگر کھا کر چلیں گے تو وہ لنگر کے انتظار میں وہیں جوتے اتار کر سپیکر کی طرف منہ کر کے ہمارے "قیام" کی شکل میں مؤدب ہو کر بھجن (مذہبی گیت) سننے لگ گیا!

اگر آپ

- یہودیت اور عیسائیت کے وسیع گہرے اور جدید مطالعہ
- کتب سابقہ کی روشنی میں قرآن مجید کے معانی کی تفہیم
- پاکستان میں اقلیتوں کے لیل و نہار اور
- اسلام و پاکستان دشمن عناصر کی دسیسہ کاریوں سے باخبر رہنا چاہتے ہیں تو

ماہنامہ "المذاہب"

ملک پارک شاہدرہ لاہور کا مطالعہ فرمائیں

ایڈیٹر	:	محمد اسلم رانا
سالانہ زر تعاون	:	مبلغ پچاس روپے
بیرون ملک	:	مبلغ پانچ سو روپے
ہر قسم کی خط و کتابت بنام	:	محمد اسلم رانا

Marfat.com

دوسرا حصہ

بھارتی سیکولرزم ایک عیسائی دانشور کی نظر میں

پاکستان کے ایک عیسائی دانشور جوشوافضل دین نے بھارت کے سیکولرزم پر کیا خوب لکھا "غیر ہندو اقلیتوں کو شکائت حکومت اور سیاست میں سیکولرزم کے نفاذ کے خلاف ہے۔ بظاہر تو سیکولرزم اقلیتوں کو میٹھی نیند سلا رہا ہے جبکہ اندر ہی اندر ہر شعبہ حیات میں ان کے مفادات پس پشت ڈالے اور ہر میدان میں ہندویت کے جھنڈے گاڑے جا رہے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر فی الحال تو سیکولرزم کا مصرف غیر ہندو اقلیتوں کے دلوں میں ان کے الگ وجود کی بقا کے بارے میں بداعتمادی اور خوف و ہراس پیدا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ درحقیقت سیکولرزم نے بھارت میں خباثت کی فضا پیدا کردی ہے اقلیتیں محسوس کرتی ہیں کہ ان کا وجود خطرے میں ہے"

(Secularism in India)

by Joshua Fazal Din : 1961, P.40

مذکورہ سطور کی تحریر کے ۳۲ برس بعد جبکہ پلوں کے نیچے سے بے پناہ گزر چکا ہے ہندو سیکولرزم بے نقاب ہو چکا ہے اور اس کے لبادہ میں چھپا ہوا ہندومت کا بھیانک چہرہ صاف نظر آنے لگا ہے۔ ہندو جماعتیں پارٹیاں' تنظیمیں' اور ادارے سیکولرزم پر علی الاعلان ہزار لعنت بھیجنے اور ہندو مت کے احیاء کے برملا مطالبے کرنے لگے ہیں (اسلم)

Marfat.com

بھارتی سیکولرزم کی حقیقت

ہندو مسلم چپقلش کے پس منظر میں ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں نے بھارت کو سیکولر سٹیٹ قرار دیا تھا۔ کہ یہاں مذہب کی رو سے کسی بھی فرد یا جماعت سے کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا اور سب ملکی باشندے بلحاظ مذہب باہم برابر سمجھے جائیں گے۔ لیکن ہندو بھارت عملاً" ایک کٹر فرقہ پرست' زبردست متعصب' شدید مذہبی جنون میں مبتلا و مستغرق' بنیاد پرست اور انتہا پسند ہندو ملک ہے۔ جہاں دیگر مذاہب کے پیروکاروں بالخصوص مسلمانوں کے لئے قطعاً کوئی جگہ نہیں ہے۔ بھارتی سیکولرزم کا وجود صرف کاغذی کارروائیوں میں ہے۔ عملی طور پر مسلمانوں کی ترقی اور خوشحالی کی راہوں میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ بھارت کی ہندو فرقہ وارانہ تنظیمیں مسلمانوں کے حقوق اور ترقی کی راہ میں طویل عرصہ سے روڑے اٹکا رہی ہیں۔

ارباب اقتدار کھلم کھلا ہندو رسومات اور تقریبات میں حصہ لیتے اور اس کو ٹی وی پر دکھاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی سیکولر ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ اپنے مذہبی عقیدہ کی شہرت کے لئے سرکاری ذرائع و وسائل کا استعمال' صحافیوں کو ایسی تقریبات میں سرکاری خرچ پر ہوائی جہازوں میں لے جانا اور ان دوروں کو سرکاری کھاتے میں ڈالنا عام ہے۔

صدر جمہوریہ بھارت ڈاکٹر شنکر دیال' شرما تیروپتی مندر کے بھگت ہیں۔ اگر وہ دیوی کو خوش کرنے کے لئے وہاں جاکر سر کے بال اترواتے ہیں تو یہ ان

Marfat.com

کا ذاتی فعل ہے لیکن اس مقصد کے لئے ایئرفورس کے ہوائی جہاز میں وہاں جانا اور ایسے دوروں کی ریڈیو اور ٹی وی پر تشہیر سیکولرزم نہیں ہندو مت ہے۔

یہی امتیاز یا تضاد سرکاری پالیسی میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ حکومت آر ایس ایس کے خلاف ہے۔ اس لئے نہیں کہ اس نے مذہب کو سیاست میں ملا دیا ہے بلکہ اس لئے کہ اس نے کانگریس کو یہ ظاہر کرنے کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ کس طرح اس کا ایک پاؤں مذہب اور دوسرا سیکولرزم ہے۔ کانگریس کا موقف بھی واضح نہیں ہے۔ وہ سمجھوتے کرتی ہے اس کا قول عمل سے مختلف ہے اس لئے سیکولرزم کے نام پر وہ جو کچھ کہتی اور کرتی ہے وہ مشکوک ہے۔

(محمد اسلم رانا)

مندرجات کی اہمیت

کے پیش نظر اس کتاب کی بین الاقوامی سطح پر تبلیغ و اشاعت کا فیصلہ کیا گیا ہے، اگر کوئی صاحب اس کا انگریزی ترجمہ کر سکیں تو مطلع فرمائیں۔ ممکنہ اصل انگریزی اقتباسات میں مہیا کر دوں گا۔ بفضلہ تعالیٰ (اسلم)

Marfat.com

بھارتی سیکولرازم کا بے نقاب چہرہ

تلسی داس کی رام چرترمانس کی ریکارڈنگ کے لئے اول درجہ کے گانے والوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اور اس پر ایک کروڑ روپے کی لاگت آئی ہے ----- یہ کام کسی پرائیویٹ کمپنی نے نہیں "سیکولر" سرکار کے "سیکولر" ادارے آل انڈیا ریڈیو نے کرایا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو کے ۵۴ ریڈیو اسٹیشن ہرروز صبح دس منٹ کے لئے یہ پروگرام نشر کریں گے' اس کی نشریات ۴۰۸ دنوں میں مکمل ہوں گی۔ آل انڈیا ریڈیو کی تاریخ کا یہ سب سے مہنگا اور سب سے طویل پروجیکٹ ہے ----- سارا کام خاموشی سے ہوا اور کام مکمل ہونے پر ہی یہ باتیں سامنے آئی ہیں ----- اس سے پہلے ٹیلی ویژن پر رامائن سیریل ٹیلی کاسٹ کیا گیا تھا' اس کی تیاری میں بھی یہی رازداریاں برتی گئی تھیں۔

رام چرترمانس' رامائن' مہابھارت ان سب کا تعلق ایک خاص مذہب کے ماننے والوں کے ساتھ ہے یہ ان کا مذہبی اور دھارمک پروگرام ہے۔ مسلمانوں عیسائیوں وغیرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

○ اسی ہندوستان میں مسلمان بھی بستے ہیں جن کے آئینی حقوق آئین کی حد تک وہی ہیں جو ملک کے دوسرے باشندوں کے ہیں ----- سال میں مسلمانوں کی دو تقریبات ہوتی ہیں عیدالفطر اور عید الاضحیٰ دونوں تقریبات کا تعلق رویت ہلال سے ہے۔ رویت ہلال کے اعلان کا ایک شرعی ضابطہ ہے جس میں ذمہ دار بذات خود اعلان کرے تو وہ پورے ملک کے

Marfat.com

لئے معتبر ہو سکتا ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی کی ایجادات نے یہ موقعہ دیا ہے کہ ایک جگہ چاند نظر آ جائے تو پورے ملک میں اس کا اعلان معتبر ذمہ دار آدمی خود کر دے۔ ہمارے پڑوسی ملک پاکستان میں یہی صورت ہے۔

ہماری سیکولر سرکار کے سیکولر نشریاتی اداروں کے پاس اس کے لئے سال میں دو دفعہ چند منٹ کا وقت نہیں ہے ------ جس زمانے میں فخر الدین علی احمد صدر جمہوریہ تھے اس کی کوشش کی گئی مگر بات نہ بن سکی اور بن کیسے سکتی تھی۔

بدلتی ہے جس وقت ظالم کی نیت
نہیں کام آتی دلیل اور حجت

جبکہ رام چرترمانس کی روزانہ دس منٹ کی نشریات کے لئے ۴۰۸ دنوں کا وقت ہے۔

یہ ہے وہ سیکولرازم جس کا شاندار نمونہ ہمارے سامنے ہے۔

(بشکریہ "دارالسلام" مالیر کوٹلہ بھارت جون ۱۹۹۱ء)

بمبئی کے مسلمان پرامن اور خوشحال تھے۔ لٹنے پٹنے والے مسلمانوں کو سہارا تھا۔ بی جے پی کی حکومت کے زیرِ اثر ان بیچاروں کی بھی شامت آ گئی ہے (اسلم)۔

Marfat.com

تیسرا حصہ

بھارت کو ہندو ملک بنایا جائے گا

نئی دہلی (مانیٹرنگ ڈیسک) انتہا پسند بھارتی ہندوؤں کی تنظیم ”وشوا ہندو پریشد“ کے لیڈروں نے انکشاف کیا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہندو بنانے کی مہم کے دوران

گذشتہ دس برس میں ۲۳ لاکھ سے زیادہ مسلمان اور عیسائی دوبارہ ہندو بنا لئے گئے ہیں اور اس طرح اس مہم کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں بی بی سی کے مطابق ”وشوا ہندو پریشد“ کے لیڈروں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اس سال اجمیر شریف میں نو سو مسلمان دوبارہ ہندو مت اختیار کر لیں گے۔ ایسی ہی تقریبات دوسرے کئی شہروں میں بھی ہوں گی۔ جن میں سینکڑوں مسلمان اور عیسائی دوبارہ ہندو مت اختیار کرنے کا اعلان کریں گے۔ ”وشوا ہندو پریشد“ کے لیڈروں نے یہ بھی کہا ہے کہ بھارت میں بسنے والے ۱۲ کروڑ مسلمان اور عیسائی پہلے ہندو ہی تھے اور ان سے ظلم و جبر اور زبردستی کے ذریعے اپنا مذہب چھڑوایا گیا۔ اب وہ پھر جوق در جوق اپنے آبائی مذہب میں داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ”وشوا ہندو پریشد“ کے لیڈروں نے کہا کہ ہم بھارت کو ہندوؤں کا ملک بنا کر ہی دم لیں گے۔

(نوائے وقت ۹۳-۱-۱۰)

Marfat.com

ہندو مت کے پیروکاروں میں اضافہ

مغربی جرمنی کے ایک مسیحی ادارے کی رپورٹ کے مطابق اسلام ہی واحد مذہب ہے جسے مقبولیت عامہ حاصل ہے اور ہر سال قبول اسلام کرنے والوں کی تعداد ۱۶ فیصد ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہندو مت کا نمبر ہے اس کو قبول کرنے والوں کی تعداد ۱۳ فیصد ہے۔ تیسرے نمبر پر بدھ مت ہے اور چوتھے نمبر پر عیسائیت ہے۔ عیسائیت قبول کرنے کی تعداد ۱۱ فیصد ہے۔

ہندو مت کے بارے میں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ مذہب چونکہ صرف بھارت میں اور بھارت میں ہے تبدیلی مذہب کسی ذاتی پسند یا ناپسند کی بنا پر نہیں اور نہ لوگ اس مذہب سے متاثر ہو کر اپنا مذہب تبدیل کرتے ہیں بلکہ ہندو مت کو تو لوگ خوف' ڈر' دہشت گردی' نسلی منافرت اور پریشانی کی وجہ سے قبول کر رہے ہیں کیونکہ ہندو تعصب کی بنا پر ان لوگوں کا اُٹھنا بیٹھنا حرام کر دیتے ہیں جن کا تعلق کسی اور مذہب سے ہو۔ کچھ عرصہ ہوا ایک اعلیٰ پائے کے بھارتی دانشور نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں انہوں نے خود سرکاری رپورٹوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا تھا کہ بھارت میں کسی دوسرے مذہب کے لوگوں کا زندہ رہنا ایک معجزے سے کم نہیں کیونکہ ان غیر ہندوؤں کو نہ سرکاری ملازمتیں ملتی ہیں نہ ان کے جان و مال کی حفاظت کی جاتی ہے نہ انہیں عام بھارتی ہندوؤں جیسے حقوق حاصل ہیں۔ ان سے دوسرے درجے کا ہی نہیں بلکہ تیسرے اور

Marfat.com

چوتھے درجے کے شہری کا سلوک کیا جاتا ہے اور حالت یہ ہو گئی ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اپنی خیر و عافیت اور جان و مال کی حفاظت کے لئے اپنا مذہب چھوڑ چھوڑ کر ہندو مت کے آشرم میں پناہ لے رہے ہیں۔ پھر بھی انہیں پناہ نہیں ملتی اور وہ بیچارے ہندو تعصب کی قربان گاہ پر اس طرح بھینٹ چڑھ جاتے ہیں جس طرح ہندو جانوروں کو ہلاک کرتے ہیں اس لئے ہندو مت کا پھیلاؤ صرف اس وقت تک جاری ہے جب تک تعصب کا بازار گرم ہے۔ جونہی یہ تعصب ختم ہوا ہندو مت کی دیواریں ریت کی ثابت ہوں گی۔ (نوائے وقت ۸۶-۵-۱۵)

Marfat.com

چوتھا حصہ

المناک اور حیرت انگیز

۶ر دسمبر ۹۲ء کو بابری مسجد کی شہادت سے لے کر اب تک برابر ظلم پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اور جیلیں بھی مظلوم مسلمانوں ہی سے بھری جا رہی ہیں۔ جبکہ شرپسند اور غنڈے سرعام دندناتے پھرتے ہیں اور مسلمانوں کو ڈراتے دھمکاتے بھی ہیں کہ ان کے خلاف رپورٹ نہ کرنا ورنہ مزید بربادی کریں گے۔ پولیس الگ مسلمانوں کو ہی قصور وار ٹھہراتی ہے اور رپورٹ کرنے والے کو (T A D A) میں گرفتار کرتی ہے۔ یہ دفعہ ملک دشمن عناصر اور دہشت گردوں (سکھوں اور کشمیریوں) پر لگائی جاتی ہے۔ جس کے تحت گرفتار شدگان پر کوئی مقدمہ' ضمانت' داد' فریاد نہیں ہوتی۔

انتہا پسندوں نے قرآن حکیم کو ہندوستان میں پڑھنا' اشاعت اور رکھنا ممنوع قرار دینے کے لئے سپریم کورٹ میں درخواست دی ہے۔ گویا اب ہندوؤں نے طے کر لیا ہے کہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے' قرآن شریف کی اشاعت اور قرآنی تعلیمات کی تبلیغ کو سرکاری طور پر ممنوع قرار دیا جائے۔ رٹ میں (کم علمی یا تعصب کی بنا پر) بعض آیات قرآن کے مفہوم کو توڑ مروڑ کر غلط ترجمے کے ساتھ پیش کر کے اپنے مذموم مقصد کو ثابت کیا گیا ہے (تلخیص از ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی جولائی ۹۳ء)۔

Marfat.com

ہندو وحشت و درندگی کی انتہا

گذشتہ تین مہینوں سے ان صفحات میں ہم بابری مسجد کی شہادت اور اس کے بعد رونما ہونے والی وحشت و درندگی پر مسلسل اشکباری کر رہے ہیں۔ کیا کریں؟ آنسوؤں کا طوفان رکتا ہی نہیں۔ ایک بابری مسجد ہی کا غم ہوتا تو وقت اسے شائد مندمل کر دیتا لیکن اس کے ڈھائے جانے کے بعد سے مصائب و آلام کا سیلاب امنڈ پڑا ہے۔ مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو، تشخص، امتیاز، قومیت، مذہب، عقیدہ، ایمان اور تہذیب کوئی چیز بھی سلامت نہیں ہے۔ مساجد، معابد، ماثر اور مقابر سب ہی زمین بوس ہو رہے ہیں۔ ایک زخم بھرتا نہیں کہ دوسرا اس سے کاری زخم لگا دیا جاتا ہے۔

یہ ہندو توا (ہندو ازم) نہیں وحشت درندگی کا طوفان ہے۔ اور رام کے بھیس میں راونوں کا لشکر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے امنڈ پڑا ہے۔ حکومت ہی کہاں ہے اور اگر ہے تو اس نے وحشیوں اور درندوں کو صدائے عام دیدی ہے کہ مسلمانوں کا خون خرابہ کریں، انہیں اور ان کی املاک کو پھونک دیں اور ان کی عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کریں۔ جنگل کے اس راج میں شرپسندوں اور غنڈوں کو من مانی کرنے اور مسلمانوں کو "سبق" دینے کی پوری آزادی ملی ہوئی ہے۔

حکومت کا معیار اکھرا ہوتا، اگر وہ نیک نیت اور انصاف پسند ہوتی تو

Marfat.com

مسلمانوں کو ناکردہ گناہوں کی سزا کیوں ملتی؟ اور ان کے ساتھ جارحیت اور تشدد کا مظاہرہ کرنے والوں کو کھلی چھٹی کس طرح ملتی؟ بھارتیہ جنتا پارٹی تضاد بیانی، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے کی بڑی ماہر ہے۔ پہلے اس کے چوٹی کے لیڈروں نے مسجد کو ڈھائے جانے کو غلط اقدام کہا۔ اسی بنا پر یوپی کے وزیراعلیٰ اور مسٹر ایڈوانی اپنے اپنے عہدوں سے مستعفی ہو گئے تھے۔ مگر اب حکومت کی ڈھیل سے یہی لوگ اجودھیا کے واقعہ پر فخر کرنے اور ۶؍ دسمبر کو قومی انقلاب کا دن کہنے لگے ہیں اور وزیراعلیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس واقعہ پر نہ انہیں ملال ہے اور نہ پچھتاوا۔ یہی وزیراعلیٰ عدالت میں بیان دیتے ہیں۔ کسی اور کا کیا شکوہ خود وزیراعظم صاحب شروع میں بہ تکرار اپنے کو بے خطا کہنے کے علاوہ مسجد کی از سر نو تعمیر کی بات بھی کرتے تھے مگر اب یہ سب بھول کر ان کو صرف اپنے اقتدار کے تحفظ کا ایک نکاتی پروگرام ہی یاد رہ گیا ہے اور فرمانے لگے ہیں کہ مندر مسجد کا معاملہ چار سال کے لئے ملتوی کر دیا جائے"۔

ایک غم ہو تو اس کا مداوا ڈھونڈا جائے اور ایک درد ہو تو اس کا درماں تلاش کیا جائے!

(ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ۔ بھارت فروری، مارچ ۹۳ء)

Marfat.com

ہندو بھارت کے جہنم میں جلتے ہوئے مسلمان

آزاد مسلم پاکستان میں بستے رہتے مسلمانوں کو بھارتی مسلمانوں کے جان گسل حالات کا کچھ بھی ادراک و انداز نہیں ہے۔ وہ وہاں ہر وقت لرزاں ترساں اور سہمے سہمے رہتے ہیں۔ کہ پتہ نہیں ہندو دشمن کب ان کی عصمتیں لوٹنے، گھربار پھونکنے اور جلتی ہوئی دکانوں، جائدادوں اور فیکٹریوں میں ان بیچاروں کو رسیوں سے باندھ باندھ کر زندہ نذر آتش ہونے کے لئے پھینکنے لگ جائیں گے۔

ایک مسلم جریدہ ماہنامہ "الفلاح" بھیکم پورہ، گونڈہ، یو پی، بھارت اپریل ۹۳ء بھارتی مسلمانوں کے جلے ہوئے دل کے پھپھولے ان الفاظ کے روپ میں دکھاتا ہے: "ہندوستان کے موجودہ حالات بڑے کٹھن، صبر آزما اور مایوس کن ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب اسلام کے دشمن اسلام کا چراغ گل کر دیں گے۔ منظم پلان کے تحت مسلمانوں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ مسجدوں کو منہدم کیا جا رہا ہے اور برسرعام اسلام کی تضحیک کی جا رہی ہے"۔

ہندو، حیلوں بہانوں سے مساجد اور مسلمانوں کی جائدادیں تباہ برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ایک خبر کے مطابق "بمبئی میونسپل کارپوریشن نے شہر میں ہزاروں عمارتوں کو بلڈوزروں کے ذریع تہس نہس کرنے کی مہم شروع کر رکھی ہے جس کے تحت ۲۵۸۳۶ مبینہ ناجائز عمارتوں کو منہدم کیا جائے گا۔ ان میں اکثریت مسلمانوں کی ملکیت ہیں۔ ۳۲۶ مساجد بھی شامل

Marfat.com

ہیں۔ تاہم ۴۰ مندروں کو قانونی حیثیت دیدی گئی ہے۔ کارپوریشن نے سب سے پہلے سلیم تلوار نامی مسلمان کی چار منزلہ عمارت، جس میں ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس تھا، کو سینکڑوں پولیس والوں کی موجودگی میں توڑ ڈالا ہے"

("اخبار رضا" لاہور جون ۱۹۹۳ء)

ہندو بھارت میں سبھی سیاسی جماعتیں مسلم دشمنی میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ کانگرس ایک معتدل جماعت تھی۔ مسلمانوں کو اس کا تھوڑا بہت، برائے نام سہارا تھا، لیکن مذکورہ جریدہ شمارہ مارچ ۹۳ء کے جگر پاش الفاظ میں "آج کانگرس کو مسلم کشی اور مسلم اقتدار کی پامالی کا چسکا لگ چکا ہے"۔

اخذ و ترتیب: (محمد اسلم رانا)

بمبئی میں گذشتہ ماہ بم دھماکوں کے بعد وہاں کی مسلم آبادی پر جینا حرام کر دیا گیا ہے۔ پردہ دار مسلمان گھریلو خواتین بھی پولیس کے ظلم سے محفوظ نہیں ہیں۔ "مشکوک" علاقوں کی پردہ دار خواتین کو علاقہ کے تھانہ میں روزانہ حاضری کا حکم دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ہے کوئی دردمند اسے پڑھنے والا؟

اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہو کہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں قیام پاکستان کے بعد سے اب تک ہندوستانی مسلمان ایک مذبح میں زندگی گذار رہے ہیں۔ قتل اور خونریزی کے مناظر عام ہیں۔ شام ایک قتل عام کا ماتم کرتے ہوئے ختم ہوتی ہے اور صبح ایک نئے قتل عام کا "مژدہ" سناتی ہے۔ گذشتہ ۴۵ برسوں میں ہونے والے مسلم کش فسادات کی تعداد پچاس ہزار سے کچھ کم نہیں ہو گی۔

اس سے بڑھ کر فکر و نظر کا زوال اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس امت نے مسلسل سات سو سال تک اس ملک کی سیاسی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہو جو ایک عرصہ دراز تک اس ملک کے سیاہ و سفید کی مالک رہی ہو، جس ملک کے چپے چپے پر اس کی عظمتوں کو نشان ثبت ہوں اور جس ملک کے ذرے ذرے میں اس کے اسلاف کا لہو خوابیدہ ہو، وہی امت آج اسی ملک میں اپنی جان و مال کے تحفظ اور بقا کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائے۔ (جریدہ ترجمان، دہلی (بشکریہ "اہلحدیث" لاہور یکم جنوری ۱۹۹۲ء)

بھارتی مسلمانوں کی حالت زار (۱)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا جھوٹا کھا سکتا ہے۔ ایک ہی گلاس سے ہر مسلمان پانی پی سکتا ہے لیکن ہندو مت میں ایسا نہیں ہے بلکہ ہندو دھرم کے مطابق تمام غیر ہندو نیچ ذات (پلید) ہیں ان کے ساتھ کھانے پینے سے ہندو دھرم بھشٹ ہو جائے گا۔ خود ہندو پلید ہو جائے گا اور اپنے دینی دائرے سے خارج ہو جائے گا جبکہ عیسائی جو صاحب کتاب ہیں ان کے ساتھ مسلمان بیٹھ کر ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھا سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی ہندو کی مٹھائی یا پوڑیوں کی دکان سے آپ کھانا لینا چاہیں تو ہندو دکاندار مسلمان کو کھانا پکڑاتے ہوئے خیال رکھے گا کہ اس کے کھانا دینے والے ہاتھ کے ساتھ مسلمانوں کا ہاتھ مس نہ ہو جائے (چھو نہ جائے) کیونکہ ان کے نزدیک مسلمان پلید تھا اور ہے۔ اسلام تو ہم پرستی اور مافوق الفطرت عناصر سے خوف زدہ ہونے کی بجائے تسخیر کائنات پر راغب کرتا ہے اور لوگوں کو آخرت کی بہتری کی خاطر صرف اللہ سے خوف زدہ رہنے اور عذاب آخرت سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے جبکہ ہندو مذہب میں توہم پرستی بعض جگہ جزودین کی حیثیت رکھتی ہے مثلاً آج ۲۰ صدی میں بھی درخت کی پوجا اور توہمات سے مغلوب ہو کر جادو' تعویز گنڈے کے بل پر خود کو مامون اور محفوظ سمجھا جاتا ہے اور باور کیا جاتا ہے کہ یہ بے جان اشیاء اور مردے ہمارے نجات دہندہ ہیں۔ جبکہ اسلام عمل صالح کی تلقین کرتا ہے

Marfat.com

کیونکہ اعمال صالحہ ہی نجات اخروی کا سبب ہونگے غرض اس قسم کے شدید اختلافات کے باوجود دونوں قومیں اجتماع ضدین کے مطابق کسی نہ کسی طرح گزر بسر کرتی رہی ہیں۔ مسلمانوں کے دور حکومت میں ہندوؤں نے بڑے بڑے عہدے مناسب اور جاگیریں حاصل کیں۔ راجے مہاراجے کہلائے۔ ہزاری اور ہفت ہزاری ہوئے اور جب انگریز آئے تو انہوں نے اس غیر ملکی طائفے کے ساتھ عہد وفاداری کیا تاکہ مسلمانوں کو زندگی کی دوڑ میں اتنا پیچھے چھوڑ دیا جائے کہ وہ صدیوں تعاقب کرنے کے بعد بھی ہندو کی گرد کو نہ پا سکیں۔ لیکن ہوا یہ کہ مسلمان قوم کو بیداری نصیب ہوئی۔ ایک علیحدہ مملکت کا قیام مسلمانوں کا نصب العین قرار پایا اور اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان بن گیا۔ اس کے بعد پاکستان کچھ تو طرح طرح کے مسائل سے نبرد آزما رہا اور کچھ بعض سیاست دانوں کی عاقبت نا اندیشیاں رنگ لاتی رہیں لیکن ہندو قوم نے ایک منظم قوم کی طرح مسلمانوں کو ہندوستان میں ختم کرنے کے لئے غیر محسوس قسم کے دوررس منصوبے بنائے اور عمل شروع کر دیا۔ اور آج بھارت میں مسلمان جس کسم پرسی اور مجبوری کی زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا اندازہ مشکل سے ہو گا۔

(بشکریہ ماہ نامہ فیض الاسلام راولپنڈی جون ۱۹۹۳ء)

Marfat.com

بھارتی مسلمانوں کی حالت زار (۲)

"برصغیر ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ملت اسلامیہ کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ وہ اس ملک میں اپنی ملی' اسلامی اور تہذیبی تشخص کے ساتھ رہتے ہوئے اپنی دعوتی اور دینی ذمہ داری کو کس طرح ادا کرے؟ یہ ملت جسے دنیا کی امامت اور رہبری کا مقام عطا ہوا ہے' جو صرف اپنے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے برپا کی گئی ہے' اس ملک میں اپنے مسائل میں بری طرح گھر کر رہ گئی ہے۔ اس کو اس طرح الجھانے کی کوشش متواتر کی جا رہی ہے کہ اس کو اپنی اصل اور حقیقی ذمہ داری کا خیال نہ آسکے۔ کبھی اس کے جذبات کا رخ کسی مسجد کے مسئلہ کی طرف موڑ دیا جاتا ہے' کبھی فسادات کی کالی آندھیاں اس کو اس طرح گھیرتی ہیں کہ اسے اپنی جان و مال و آبرو کی فکر پڑ جاتی ہے' کبھی اس کو اس کی زبان سے بیگانہ کر کے اس کا رشتہ اس کی تاریخ اور تہذیب سے کاٹنے کی کوشش ہوتی ہے' کبھی اس کو بیروزگاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے یہ ملت تعلیم کے اعتبار سے پس ماندہ ہوتی جا رہی ہے' اخلاقی بگاڑ پھیلتا جا رہا ہے' اجتماعی شعور بیدار نہیں ہے۔ جذبائیت اور سطحیت کی طرف جھکاؤ بڑھ رہا ہے۔ سنجیدگی' مسائل کی سنگینی کا احساس دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔ غرض مشکل حالات نے ملت اسلامیہ ہند کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے" (ماہنامہ "دارالسلام" مالیر کوٹلہ۔ بھارت' بابت ستمبر اکتوبر ۹۲ء)

Marfat.com

بھارت سے ایک جگرپاش رپورٹ

(ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس رکن مجلس نمائندگان جماعت اسلامی ہند)

بھارت کے مسلمانوں کے بارے میں ایک سرسری بات تو یہ کہی جا سکتی ہے کہ ان کا مستقبل غیر یقینی ہے لیکن یہ ایک مکمل بات نہیں ہے۔ اصل اور مکمل صورت اس سے بہت مختلف ہے۔

پہلی بات یہ کہ جب ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم ہوئی اس میں وہ لوگ جو پاکستان نہیں گئے جنہیں یہ پتہ تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی ان کا علاقہ پاکستان میں ضم نہیں ہو گا پھر بھی انہوں نے پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ اس تحریک مین مدراس اور کیرالا کا علاقہ زیادہ متحرک تھا۔ پاکستان کے قیام سے جو جذباتی رشتہ ان لوگوں کا رہا ہو گا اس کا اندازہ آپ خود کر لیں۔ پاکستان جب بن گیا تو ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کی عجیب و غریب حالت ہو گئی۔ شمالی ہندوستان کی ایک اچھی خاصی تعداد منتقل ہو کر پاکستان چلی گئی۔ تقسیم ہند کے بعد پنجاب' ہریانہ' یوپی' بہار میں فسادات کا ایک ہولناک سلسلہ چل پڑا۔ شاید آپ کو اس بات کا علم ہو کہ پنجاب کے زیادہ تر لوگ منتقل ہو کر پاکستان چلے گئے۔ لیکن جو بات شاید معلوم نہ ہو وہ یہ ہے کہ ہریانہ اور دیگر علاقوں میں جو مسلمان بچ گئے تھے ان میں زیادہ تعداد آریہ سماجی تحریک سے متاثر ہو کر مرتد ہو گئی تھی اور

Marfat.com

آج بھی پنجاب میں ساڑھے تین لاکھ' ہریانہ میں ساڑھے تین لاکھ اور دہلی کی سرحد پر ستر ہزار مرتدین ہیں۔ پاکستان بننے کا الزام ہندوستانی مسلمانوں پر عائد کیا گیا جس کا خمیازہ ایک عرصہ تک ہندوستان کے مسلمان بھگتتے رہے۔ ان کے اندر احساس کمتری پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور کہا گیا کہ آپ کو جو کچھ حاصل کرنا تھا وہ حاصل کر چکے اب آپ کو ہندستان کے قومی دھارے میں بہنا ہوگا۔ ---------- اس موقع پر ہندستان میں دو طرح کے دھارے چلے جس کی زد میں مسلمان آئے۔ (۱) برہمنی سماج کے ہندو قوم پرست (۲) جارح ہندو قوم پرست۔

ہندوؤں کے یہاں ورنا سسٹم یعنی ذات پات کا طریقہ ہے۔ اس میں ہندوؤں کے اونچے طبقے کو ہمیشہ فوقیت حاصل رہی ہے۔ مسلمانوں اور انگریزوں کے دور حکومت میں بھی اس طبقے کے لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس کے بعد آزاد ہندوستان میں اس طبقے کو خوب پھولنے پھلنے کا موقع ملا چنانچہ برہمنی سماج کے ہندو قوم پرست نے سوچا کہ جس قوم نے ہندوستان پر ساڑھے سات سو سال تک حکومت کی ہے اسے اتنا کمزور کر دیا جائے کہ دوبارہ اقتدار میں آنے کے لئے سوچ نہ سکیں۔ دوسری بات یہ کہ برہمنی نظام یا ہندو حکومت کو اگر سب سے زیادہ خطرہ ہے تو مسلمانوں سے ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے اندر ذات پات کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لئے وہ طبقہ جو ہندوؤں میں معتوب ہے' جسے ہریجن کہتے ہیں وہ بڑی تیزی سے اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو رہا

Marfat.com

ہے۔ اس سے ہندو مزید پریشان ہیں چنانچہ ایک طرف اس بات کی کوشش جاری ہے کہ مسلمانوں کو سماجی' سیاسی ' معاشی اعتبار سے اتنا پست کر دیا جائے کہ وہ آواز اٹھانے کے قابل ہی نہ رہیں اور ایسے حالات پیدا کر دیے جائیں کہ مسلمان اپنے مسائل ہی میں الجھے رہیں۔ دوسری طرف فسادات کی ایک ایسی فضا پیدا کر دی جائے جس سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں نفرت کی دیوار کھڑی ہو جائے اور یہ آپس میں نہ مل سکیں چنانچہ میڈیا نے عوام کو اسلام سے متنفر کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جہاں مسلمان معاشی طور پر بہتر تھے ان کو کمزور کرنے کے لئے فسادات کئے گئے۔ احمد آباد' رانچی' میرٹھ' مراد آباد' علی گڑھ' بھونڈی' بمبئی اور دیگر علاقون کو نشانہ بنایا گیا۔ برہمنی ہندو گروپ کا موقف یہ تھا کہ مسلمانوں کے مذہبی مقامات کو نشانہ نہیں بنانا چاہئے۔ ان کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچاتے ہوئے ان کے فکر اور خیالات کو تبدیل کیا جائے' چنانچہ یہ گروپ کانگریس کے لبادے میں سامنے آیا جس نے ہندوستانی قوم پرستی کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں کو یہ بات سمجھائی کہ ہندوستان میں رہنا ہے تو ----------- ہندوستان کے عام دھارے کا ایک حصہ بن کر رہنا ہو گا۔ اپنا تشخص' اپنی شناخت رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس موقف کی وضاحت کے لئے مختلف قسم کی تعریفیں کی گئیں۔ مثلاً ایک تعریف تو یہ کی گئی کہ ہندو کسی مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی ہندوستان میں پیدا ہوا ہے وہ ہندو ہے خواہ اسلام کا ماننے والا ہو' سکھ ہو' بودھ ہو' جین

Marfat.com

ہو، آتش پرست ہو سب کے سب ہندو ہیں۔ مزید یہ کہا گیا کہ مسلمان جو اپنا رشتہ عرب سے آئے ہوئے بزرگوں سے جوڑتے ہیں انہیں چاہئے کہ ہندوستان کے بزرگوں (ہندوؤں سے) سے اپنا رشتہ جوڑیں چنانچہ ایک دھارا تو یہ تھا کہ جو اسلامی خیالات کو تحلیل کرنے کی پوری کوشش کرتا رہا۔

ہندو قوم پرستوں کا دوسرا طبقہ جارح ہندو قوم پرستوں کا ہے جس میں ساری ہندو متعصب جماعتیں آر ایس ایس کی لیڈر شپ کی سربراہی میں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ کانگریس تو یہ کہتی تھی کہ ہم آہستہ آہستہ مسلمانوں کو قومی دھارے میں کھینچ لائیں گے لیکن اس طبقے نے کہا کہ کانگرس کا مسلمانوں کے سلسلے میں جو منصوبہ ہے وہ بہت لمبا ہے اور جو نتائج کی توقع کانگریس کر رہی ہے وہ پورے ہوں گے بھی یا نہیں لہٰذا جارح بن کر مسلمانوں پر ہر چہار جانب سے حملہ کرنا چاہئے، مسلمانوں کی جان و مال پر، عزت و آبرو پر، ان کے دین و ایمان پر۔ ہر طرح سے انہیں کھرچ کر پھینکنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اس طبقے میں بھی کلیدی حیثیت برہمن ہی کو حاصل تھی اس کے علاوہ آپ دیکھیں کہ ہندوستان میں خواہ جمہوری پارٹی ہو یا متعصب پارٹی، لیڈر شپ برہمنوں کے ہاتھ میں ہے جبکہ برہمنوں کی تعداد اعداد و شمار کے مطابق ۳ء۵ فیصد ہے لیکن بیوروکریسی سے لے کر جتنے بھی اہم ادارے ہیں وہاں اسی سے پچاسی فیصد یہ لوگ حاوی ہیں۔ یا دوسری جانب سے اگر ہم دیکھیں کہ ہندوستان کے اونچے طبقے کے لوگ جن کی تعداد ۱۵ فیصد ہے وہ ملک کے پچاسی فیصد لوگوں پر حاوی ہیں اور وہی حکمرانی

Marfat.com

کر رہے ہیں۔ بقیہ آبادی کا حصہ پسماندہ طبقے، مسلمان اور دیگر اقلیتوں پر مشتمل ہے۔

غور کرنے پر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو جتنا نقصان کانگریس کی ہندو قوم پرست تنظیم سے ہوا اتنا آر ایس ایس کی جارح قوم پرستی سے نہیں ہوا بلکہ اس کا برعکس نتیجہ نکلا۔ کانگریس سے نقصان یہ ہوا کہ ہمارے ہاں کی مذہبی جماعتوں کو کانگریس کے کلچر نے ختم کر دیا لیکن جارح ہندو قوم پرستی جس کی قیادت آر ایس ایس کر رہی ہے، اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو اپنی تشخص کی شناخت کا احساس ہوتا چلا گیا اور اس کے دفاع کرنے کا جذبہ بڑھتا گیا۔ آسام میں نیلی کا فساد اس کی ایک مثال ہے۔ آسام میں جو تحریک چل رہی تھی وہ آسامیوں اور بنگالیوں کے درمیان تھی۔ اس تحریک میں آسامی مسلمان بھی شامل تھے۔ اس فساد سے پہلے آسامی مسلمان ہندوؤں کے کلچر میں رنگ چکے تھے لیکن اس فساد میں صرف بنگالی مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا اور یہ تاثر دیا گیا کہ بنگالی مسلمان جارح ہیں اور بنگالی ہندو مظلوم ہیں۔ اس طرح جب مسلمانوں کا قتل شروع ہوا تو آسام کے مسلمانوں نے پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ یہ لڑائی آسامیوں اور بنگالیوں کے درمیان نہیں ہے بلکہ ہندو مسلم لڑائی ہے۔ چنانچہ آسامی مسلمانوں کے اندر اپنے تشخص کا احساس پیدا ہونے لگا۔ آسام میں مسلمانوں کی تعداد چالیس فیصد ہے سیاسی اعتبار سے ان کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ مسلمان زیادہ تر کانگریس سے وابستہ تھے۔ یہ پورا علاقہ جمیعت علماء کا سمجھا جاتا تھا۔ اسعد

Marfat.com

مدنی کا ےوالد صاحب کے یہ لوگ مرید تھے اس لئے اسعد مدنی کا ایک دورہ ہو جاتا تھا اور کانگریس کو ووٹ پڑ جاتا تھا۔ لیکن اس فساد کے بعد مسلمانوں کے اندر سیاسی شعور بیدار ہوا اور یونائیٹڈ مائنورٹی فرنٹ کے نام سے ایک پارٹی بنائی جس میں دیگر اقلیتی فرقے کے لوگ بھی شامل ہیں اس کے بعد قومی اور صوبائی الیکشن میں فرنٹ کو صوبائی سطح پر اٹھارہ نشستیں ملیں جبکہ قومی اسمبلی کی دو نشستیں انہیں حاصل ہوئیں۔ کئی جگہ ان کی پوزیشن دوسری رہی۔ (ماہنامہ "آئین" لاہور جولائی ۹۳ء)

"آج مسلمانوں کو جو اس ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہیں دیش نکالا دیا جا رہا، ان کے تہذیبی نشانات کو مٹایا جا رہا، اور ان کا قیمتی خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔

اندھیرا تیز ہوتا جا رہا ہے سرد ہے محفل
کسی فانوس دل میں شعلہ رقصاں نہیں ملتا

("انفلاح" بھیکم پورہ بھارت۔ فروری ۹۳ء)

بھارت کا پہلا وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو مسلمانوں کو غیر ملکی عنصر Alien Element پکارتا تھا۔

Marfat.com

پانچواں حصہ

بابری مسجد ---- مہد سے لحد تک

تمہید: گذشتہ چند برس کے دوران بابری مسجد مرحومہ پر بہت کچھ لکھا گیا- لیکن اتنا مختصر، پر مغز، مدلل اور معلومات افزا مضمون میری نظروں سے نہیں گزر سکا-

المیہ بابری مسجد کے بعد، عالم اسلام کی سب سے بڑی آبادی، بھارتی مسلمان، جس رنج و غم کی اندوہناک تصویر بنی بیٹھی ہے وہ بھی لفظوں کی مدد سے دیکھئے اور انفرادی، اجتماعی اور حکومتی سطح پر سوچئے کہ اس ضمن میں ہمارا کردار کیا ہونا چاہئے- کیا اب وہ وقت نہیں آگیا ہے کہ ہماری بے حسی کو بھی بابری مسجد کی قبر میں ہی دفن کر دیا جائے؟

کیا سقوط اودھ میں ہمارے لئے کوئی سبق نہیں ہے؟

یہ آہ و بکا ماہنامہ "الفلاح" بھیکم پور، بھارت بابت دسمبر ۹۲ء کا اداریہ ہے- (سوگوار: محمد اسلم رانا)

؎ درو دیوار کو توڑا ہے تیرے وحشی نے
اب تو گھر میں وہ مزہ ہے جو بیاباں میں نہیں

۶ر دسمبر کا دن آزاد ہندوستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے جس میں نفرت اور ظلمت کی امڈتی ہوئی فوجوں نے جمہوریت، سیکولرازم اور اہنسا کا جنازہ نکال دیا اور مساوات و انصاف اور آئین و قانون کو شکست دے کر ہندوستان کو ایک صدی پیچھے دھکیل دیا-

Marfat.com

۶ر دسمبر کو بابری مسجد کیا شہید کی گئی ! جمہوریت سیکولرازم ' اہنسا اور آئین و قانون کے ایوانوں کو زمین بوس کر دیا گیا' ملک کی سلامتی و تحفظ کو تہس نہس کر دیا گیا' ملک کی تہذیبی رنگا رنگی اور بو قلمونی کے تارو پود کو بکھیر دیا گیا اور مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا گیا کہ کیا وہ اپنے وطن میں اپنے دین و مذہب' اپنی تہذیب و ثقافت اور اپنی خودی کو برقرار رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

بابر بادشاہ کے ماتحت حاکم میرباقی تاشقندی کی تعمیر کردہ بابری مسجد (۲۹' ۱۵۲۸ء) کو ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو محض اس دعویٰ کی بنیاد پر ڈھا دیا گیا کہ اس کی بنیاد ایک مندر کے کھنڈر پر رکھی گئی تھی مگر یہ دعویٰ محض من گھڑت ہے' اگر مندر توڑے جانے اور اس کے کھنڈر پر مسجد تعمیر کرنے کی بات میں کچھ بھی صداقت ہوتی تو مشہور ہندو شاعر تلسی داس اپنی مشہور کتاب رامائن میں اس کا تذکرہ ضرور ہی کرتے اور وہ اس لئے بھی کہ یہ کتاب بابری مسجد کی تعمیر کے تقریباً ۴۸ سال بعد اجودھیا ہی میں تصنیف کی گئی ہے مگر تلسی داس نے اس واقعہ کا نہ تو رامائن ہی میں تذکرہ کیا اور نہ ہی اپنی کسی دوسری کتاب میں۔

اور اسی طرح تلسی داس کے ہمعصروں میں سورداس' کبیرداس' روی داس' میرابائی' چیتنیہ مہا پر بھو اور گورونانک دیو بھی ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اجودھیا اور بنارس میں گزارہ ہے مگر ان صوفی شاعروں نے اپنی کتابوں میں اس واقعہ کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے۔

Marfat.com

مزید بر آں بابر کے عہد کی مصدقہ تواریخ اور ۱۵۲۸ء سے ۱۸۵۰ء تک طبع ہونے والی کسی بھی کتاب میں مندر توڑنے کا تذکرہ نہیں ملتا البتہ انگریزی عہد کے ۱۹۰۸ء کے مطبوعہ گزٹ میں اس کا تذکرہ ضرور ملتا ہے کہ "بابر بادشاہ نے بابری مسجد کو ایک مندر کے کھنڈر پر بنایا تھا" اس سلسلے میں یاد رکھنے کی دو باتیں ہیں" پہلی بات تو یہ کہ گزٹ تاریخی دستاویز نہیں ہوتی اس کی حیثیت محض ایک یادداشت کی ہوتی ہے جسے سرکاری افسران انتظامی امور کی سہولت کے لئے مرتب کرتے ہیں اور بس۔

دوسری بات یہ کہ اس یادداشت میں بابر کے اجودھیا جانے اور اجودھیا پر حملہ کرنے کا تذکرہ موجود ہے جب کہ تاریخ کا غائر مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ بابر کبھی اجودھیا گیا ہی نہیں اور اس نے کبھی اجودھیا پر حملہ کیا ہی نہیں اور جب صورتحال یہ ہے تو اس کی مندر شکنی کا ثبوت آخر کیونکر بہم پہنچایا جا سکتا ہے؟

الغرض مندر شکنی کا دعویٰ محض بے بنیاد اور صداقت سے عاری ہے اور اس مذموم تاریخ سازی کا مقصد محض اپنے نفسیات شوق کی تکمیل ہے اور بس۔

ہیں اجالے تیرگی کی قید میں
جھوٹ کی مٹھی میں ہیں سچائیاں

ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے اور بابری مسجد تنازعہ بھی اجودھیا کے ایک مسلمان فقیر غلام حسین اور امیٹھی کے مولوی امیر علی کے ایک حماقت

Marfat.com

آمیز عمل کا ردعمل ہے اور بس' مورخین کے بیان کے مطابق جس کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۸۵۵ء میں اول الذکر غلام حسین کی ہنومان گڑھی کے مہنت سے کچھ ناراضگی ہو گئی تو انہوں نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف یہ کہہ کر بھڑکایا کہ اورنگ زیب بادشاہ نے ہنومان گڑھی میں ایک مسجد تعمیر کی تھی جسے ہندوؤں نے ڈھا دیا ہے' اس پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا اور نتیجہ کے طور پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے کوئی ۴۶ آدمی اس فرقہ وارانہ تصادم کی نذر ہو گئے۔

چند مہینوں کے بعد اس خفتہ فتنہ نے دوبارہ سر اٹھایا اور امیٹھی کے مولوی امیر علی کی قیادت میں مسلمان ہنومان گڑھی پر دوبارہ چڑھائی کے لئے روانہ ہوئے مگر اس سے بہت پہلے قصبہ ردولی کے پاس موضع شجاع گنج میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں مولوی امیر علی اور ان کے کچھ رفقاء کام آئے اور اس کی اپیل جب نواب اودھ واجد علی شاہ کے دربار میں کی گئی تو انہوں نے محضر نامہ پر یہ شعر لکھ کر معاملہ کو رفع دفع کر دیا اور اپنے سیکولر کردار کا ثبوت دیا۔

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
کعبہ جو ہوا تو کیا؟ بت خانہ ہوا تو کیا؟

اس واقعہ کے چار مہینے بعد اودھ حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ریاست اودھ پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا اور پھر کیا تھا انگریز بہادر کی شاطرانہ چالوں کے برتے و سہارے ۱۸۷۷ء میں ہنومان گڑھی کا یہ جھگڑا بابری مسجد تک

Marfat.com

پہنچ گیا اور اب کی بار ہندوؤں کا دعویٰ تھا کہ بابری مسجد ایک مندر کے کھنڈر پر اور مندر توڑ کر بنائی گئی ہے اور پھر کیا تھا سیانے انگریزوں نے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کے تحت اقلیت کے مقابلہ میں اکثریت کا ساتھ دیا اور انہوں نے حکم کا رول ادا کرتے ہوئے مسجد کے صحن میں ایک دیوار کھینچ دیا اور مسجد کو چبوترہ سے الگ کر دیا اور اسے رام چبوترہ اور رام کوٹ کا نام دیا۔ آزادی کے بعد جب اس تنازعہ نے تشدد کا رخ اختیار کیا تو نہرو دور میں ۱۹۴۹ء میں بابری مسجد میں تالا ڈال دیا گیا اور پھر راجیو گاندھی کے دور میں ۱۹۸۶ء میں بابری مسجد میں راتوں رات مورتیاں رکھ دی گئیں اور آج ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو وشوا ہندو پریشد اور بی' جے' پی کی کوششوں سے مسجد کی آخری رسوم ادا کر دی گئیں اور ہمیشہ کے لئے اس کے وجود پر خط تنسیخ پھیر دیا گیا۔

وہ دور بھی دیکھا ہے تاریخ کی آنکھوں نے
لمحوں نے خطا کی ہے صدیوں نے سزا پائی"

Marfat.com

بھارتی مسجدوں میں تالے

مسجد خیرالمنازل پر آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا کا لگایا ہوا تالہ اپنے قدیم و بیش قیمت اثاثہ اور وراثت کے متوالے نیز دینی لگن رکھنے والے سرپھرے نوجوانوں کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن پا رہا ہے۔ ویران پڑی اپنی عبادت گاہ کو قیام' قرأت' تلاوت' رکوع اور سجود سے آباد کرنے کے قابل قدر جذبہ سے سرشار کچھ نوجوان وقت کی انتہائی پابندی کے ساتھ عشاء کی نماز اور تراویح ادا کرنے کے لئے روزانہ پہنچتے ہیں تو انہیں مسجد کا قدیم تاریخی گیٹ مقفل ملتا ہے۔ کسی بھی غلط جذبہ سے خالی ان نوجوانوں کو روزانہ ہی یہ تالا لگا ہوا ملتا ہے۔ اس لئے وہ روزانہ ہی اپنے ساتھ ایک ہتھوڑا اور دوسرے اوزار لاتے ہیں۔ مسجد کے دروازہ پر لگے تالہ کو توڑتے ہیں پورے خشوع اور خضوع کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ پرامن طریقہ سے اور پورے اطمینان کے ساتھ عشاء کی نماز اور تراویح ادا کرتے ہیں اور اپنے گھروں کو ہنسی خوشی روانہ ہو جاتے ہیں۔ نہ کسی سے لڑنا جھگڑنا ہے کہ نہ کسی جگہ یا عمارت پر قبضہ کرنا ہے۔ صرف تاریخی مسجد کو ویران دیکھنا گوارہ نہیں کرپاتے۔ اس لئے خاموشی کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدوں کا ہدیہ پیش کر کے اسے آباد کرتے ہیں۔ یہاں مولانا حافظ محمد الیاس تراویح میں قران کریم سنا رہے ہیں۔ آثار قدیمہ کے نام پر آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا نے دہلی کی ۱۶۶ عمارتوں کو اپنے قبضہ میں لے کر مقفل کر رکھا ہے۔ جن میں ۲۰ عالی شان و شوکت والی

Marfat.com

قدیم تاریخی مسجدیں بھی شامل ہیں۔ جو ویران پڑی ہوئی ہیں۔ ان کے شاندار دروازوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ حکومت کا کہنا ہے کہ یہ قدیم تاریخی عمارتیں ہیں ان کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ لیکن ہر صاحب عقل و شعور جانتا ہے کہ سرکاری ملازمین سے ان عمارتوں اور مسجدوں کے تحفظ اور دیکھ بھال کی کس حد تک امید کی جا سکتی ہے۔

جب سے ماہ رمضان المبارک کا چاند نظر آیا ہے، دہلی کے کچھ نوجوان الگ الگ گروپوں میں مسجد خیر المنازل کے علاوہ مقبرہ صدر جنگ، مقبرہ ہمایوں اور فیروز شاہ کوٹلہ میں واقع مسجدوں میں اسی طرح نماز ادا کرنے پہنچتے ہیں، مگر مقبرہ صفدر جنگ اور مقبرہ ہمایوں پر تعینات سرکاری ملازمین اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے عشاء کی نماز ان نوجوانوں کو مسجدوں کے باہر سڑکوں پر ہی ادا کرنی پڑتی ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ جامع مسجد کو "زندہ" اور ان چاروں مسجدوں کو "مردہ" قرار دیتا ہے۔ اس لئے انہیں دن میں کھلا رکھا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ ان کے تقدس کا بھی تحفظ کیا جائے اور عشاء کی نماز ہونے تک دروازے کھلے رکھے جائیں۔

(بشکریہ "نوائے وقت" میگزین ۱۰ ار اپریل ۹۲ء)

Marfat.com

مساجد پر قبضہ کا خوفناک منصوبہ

بھارت میں فرقہ پرست ہندوؤں نے تین مساجد پر زبردستی قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ ایک انتہا پسند ہندو لیڈر نے مسلمانوں سے کہا ہے کہ وہ اجودھیا، کاشی (بنارس) اور متھرا میں واقع ان تین مسجدوں کو خالی کر دیں۔ اس نے خطرناک نتائج کی دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ ہندو ان پر زبردستی قبضہ کر لیں گے۔

کان پور مین دس لاکھ مسلمان رہتے ہیں ایک انتہا پسند ہندو رہنما نے انہیں کہا ہے کہ وہ ہمسایہ ممالک میں ہجرت کر جائیں یا جدھر سینگ سمائے چلے جائیں۔ اس نے متنبہ کیا کہ انہیں مستقل طور پر بھارت کو خیرباد کہہ دینا چاہیے۔ بہرحال اگر وہ ضرور بھارت ہی میں رہنا چاہتے ہیں تو ان کی حیثیت غیر ملکیوں کی سی ہو گی۔ انتخابات میں ووٹ دینے کے حق سے محروم ہوں گے۔

اسلامی خبر رساں ایجنسی کے مطابق بھارت میں مسلمانوں کی تعداد ۱۵ کروڑ ہے وہ اسلام دشمن انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں تھوک کے بھاؤ قتل و غارت اور مظالم کے شکار ہیں۔ مسلم بستیوں میں آتش زنی، لوٹ مار اور عصمت دری روزمرہ کا معلوم ہے۔ اندر نماز ادا کرنے والوں کے باوجود مسجدوں کو آگ لگا دی جاتی ہے لیکن حکومت اور بالخصوص امن و امان قائم رکھنے کے ذمہ دار محکمے ظلم و تشدد بھرے ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے کچھ نہیں کرتے۔

(The Muslim World News 22-7-1991)

Marfat.com

ہندو تعصب اور تاج محل

بھارتی روزنامہ ٹائمز آف انڈیا کی رپورٹ کے مطابق انتہا پسند ہندو بابری مسجد کی شہادت کے بعد شاہجہاں کے تعمیر کردہ تاج محل گرانے کے بھی درپے ہو گئے۔ اخبار نے بتایا کہ ہندوؤں نے تاج محل کے باغ میں آملہ کے ایک بوڑھے درخت کو دیوتا مان کر اس کی پوجا شروع کر دی ہے۔ جس کے بہانے تاج محل کی عمارت میں ہر وقت ہندو عورتوں اور مردوں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے۔ یہ پجاری کسی وقت بھی تاج محل کی عمارت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

تاج محل مشہور مغل بادشاہ شاہجہاں نے اپنی بیوی ممتاز محل کی یاد میں تعمیر کرایا تھا اور یہ دنیا کے سات بڑے عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ غیر ملکی سیاحوں کی آمد سے بھارت کو تاج محل سے کروڑوں روپے سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔

ہندوؤں کا کہنا یہ ہے کہ تاج محل اور اس قسم کی دوسری عمارتیں مسلمان بادشاہوں نے ہماری غلامی کا مذاق اڑانے کے لئے تعمیر کی تھیں۔ لہذا جب تک مسلمانوں کی ان تمام نشانیوں کو مٹا نہیں دیا جاتا' بھارت کی سرزمین پوتر نہیں ہو گی۔ بھارت کے انتہا پسند ہندو صرف ایک دو مسجدیں گرانے پر اکتفا نہیں کریں گے بلکہ وہ مسلمانوں کی ایک ایک کر کے تمام نشانیاں ختم کر کے دم لیں گے۔ ان کی نفرت کا سب سے بڑا مرکز پاکستان

Marfat.com

ہے جسے ختم کرنا ان کے دھرم کا تقاضا ہے گاندھی کے قاتل نتھو رام گوڈسے نے وصیت کر رکھی ہے کہ میری راکھ کو اس وقت دریائے سندھ میں بہانا جب پاکستان کا ناپاک وجود باقی نہ رہے۔ (نوائے وقت ۹۳-۴-۱)

Marfat.com

بھارت میں قرآن مجید کے خلاف سازش

لاہور (انٹرنیشنل ڈیسک) ہندوؤں کی اسلام دشمنی سب پر عیاں ہے۔ متعصب ہندو مسلمانوں کے تشخص اور مسلم کلچر کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ بھارت میں قرآن مجید پر پابندی لگوانے کے لئے ہندوؤں کی تحریک اسی سلسلے میں اگلی کڑی ہے۔ بھارت کے ایک اخبار کے مطابق آل انڈیا ہندو مہاسبھا اپنے ایک دیوتا (ویر ساورکر) کے یوم پیدائش سے قرآن مجید پر پابندی عائد کروانے کا تہیہ کر چکی ہے۔ اس فرقہ پرست ہندو جماعت کے ضلع گھور کھپور کے کارگزار شیطان ڈاکٹر برج منی سنگھ کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں قرآن مجید کے خلاف (نعوذ باللہ) عوامی بیداری کی منظم تحریک کا باقاعدہ آغاز گھور کھپور سے کیا جائے گا۔ اور جلسے جلوسوں کے بعد صدر اور وزیراعظم کو پابندی عائد کرنے کے لئے عرضداشت پیش کی جائے گی۔ شیطان منی سنگھ کے ان مذموم اعلانات اور اس کے قرآن مجید کے بارے میں غلط پراپیگنڈہ اور اس کے خلاف مذموم بیانات کو ہندو اخبارات بہت اچھال رہے ہیں یہ اخبارت شیطان منی سنگھ کے حوالے سے لکھتےا ہیں۔ کہ "مسلمانوں کے ہاتھوں ہندوؤں کی اموات کی وجہ (نعوذ باللہ) یہ قرآنی آیات ہیں۔ کیونکہ قرآنی آیات میں ایمان والے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ مورتی پوجنے والے کافر اور ناپاک ہیں۔ ایسے لوگوں کو جہاں دیکھو قتل کردو؟"۔

Marfat.com

جو لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے انکار کریں انہیں آگ میں جھونک دو۔ کافر کی املاک لوٹ لو۔ اور اسے حلال اور پاک تصور کر کے استعمال کرو۔ ۳۔ اللہ تم کو جنت نصیب کرے گا"۔ ان کا کہنا ہے کہ انہی آیات کی وجہ سے فسادات ہوتے رہے ہیں۔ اور مسلمان اب تک چار ہزار مندر توڑ چکے۱۔ ہیں۔ شیطان منی سنگھ کے حوالے سے اخبار لکھتے ہیں کہ "پورا سماج آنکھیں کھولے کیونکہ قرآن مجید کی کچھ آیات (نعوذ باللہ) جو انسانیت کے بیچ زہر گھولتی ہیں۳۔ جب تک قرآن مجید سے نکالی نہیں جاتیں اس وقت تک مسلمانوں اور ہندوؤں میں بھائی چارہ قائم نہیں ہو سکتا ۴۔ انہوں نے اس بات کا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے ہندوؤں کو خبردار کیا ہے کہ اگر مسلمانوں کے خلاف بروقت صف آرائی نہ کی گئی تو آنے والے تھوڑے ہی عرصے میں غوری' غزنوی' بابر اور اورنگزیب جیسی مسلمان شخصیتیں ایک بار پھر ہندوؤں پر اپنا تسلط قائم کر لیں گی۵۔۔ ہندو مہا سبھا کی قرآن مجید پر پابندی لگوانے کی تحریک کے پروگرام کے مطابق اس پندرہ روز تحریک میں ملک بھر میں جلسے اور مذاکرات کئے جائیں گے۔ جلوس نکالے جائیں گے۔ ہندوؤں کو قرآن مجید کے بارے میں غلط باتیں بتلا کر گمراہ کیا جائے گا۔ وزیراعظم اور صدر سے پابندی کا مطالبہ کیا جائے گا۔
(نوائے وقت ۵ اپریل ۹۳ء)

حواشی و تشریحات

Marfat.com

ا۔ مسلمانوں کا ہندوؤں کو مارنا یار لوگوں کا بالکل خلاف واقعہ پراپیگنڈہ ہے۔ اگر مسلمان ہندوؤں کو مارنے والے ہوتے تو ہزار سالہ مسلم راج کے باوجود ۱۹۴۷ء میں ہندو مسلمانوں سے چار گنا نہ ہوتے۔ مسلمانوں پر چار ہزار مندر توڑنے کے ہندوالزام کی بے بنیادی بابری مسجد کی مظلومانہ شہادت سے عیاں ہے ساری دنیا میں روزروشن کی طرح واضح ہے۔ ۲۔ آئین ہندو ذہنیت سمجھیں۔ ایک شاعر مشاعرہ میں جاتے ہوئے اپنی خوبرو نوجوان دوست کے گھر گیا۔ اور پوچھا تیرا خاوند کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ ڈیوٹی پر گئے ہوئے ہیں۔ کل آئیں گے۔ شاعر نے کہا میں نے مشاعرہ میں جلد پہنچنا ہے' میرے ساتھ چل۔ اس کی دوست بولی میں آپ کیساتھ کیسے جاؤں کل صبح میرے میاں نے آجانا ہے۔ اس پر شاعرلا پرواہی سے بولا اسے کہہ دینا میں شو کے ساتھ چلی گئی تھی۔ وہ تجھے کچھ نہیں کہے گا۔ پیاری' تو ایک شاعر کے ساتھ جا رہی ہے سوداگر کے ہمراہ نہیں۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی اس کے سامنے بس میرا نام شولے دینا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ جلدی کر۔ وہ عورت اپنے بچہ کو ہمسائی کے حوالہ کر کے اپنے بال سنوارتی ہوئی اس کے ساتھ چل پڑی۔ اگلی صبح مشاعرہ سے لوٹے تو اس کا میاں گھر پہنچ چکا تھا۔ شو نے اندر داخل ہوتے ہوئے اسے کہا لو بھئی سنبھالو اپنی بیوی میں اپنے ساتھ مشاعرہ میں لے گیا تھا۔ اس خوبصورت نوجوان نے چائے کی دعوت دی جسے شو کمار بٹالوی نے جلدی کی وجہ سے

Marfat.com

رد کر دیا (شو کمار بٹالوی کے کلام کا مجموعہ "شرینہ دے پھل" مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء صفحات ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴)۔

سورۃ نجم کی آخری آئت پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ میں نے ایک عالم دین کی خدمت میں عرض کیا کہ بخاری شریف کی ایک حدیث پاک کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم تلاوت فرمائی اور سجدہ نہیں کیا تھا۔ انہوں نے کہا آپ کو کاہے کی سمجھ ہے۔ میں نے جتایا کہ اتنی سی عربی تو میں جانتا ہوں۔ اس پر وہ بولے بیٹا حدیث علم ہے زبان نہیں ہے۔

جن لوگوں کی ذہنیت اس قدر مسخ ہو چکی ہو کہ زنا کو ایک معمول کا فعل سمجھیں۔ انہیں یہ پتہ نہ ہو کہ قرآن مجید کی ہدایات، اور احکام و آیات کا شان نزول، واقعات، حالات اور شخصیات سے مخصوص ہے، اگر وہ خود آپ ہی قرآن مجید کا ترجمہ اور تشریح کرنے بیٹھ جائیں تو وہ کلام حکیم کو قابل ضبطی نہیں سمجھیں گے تو اور کیا کریں گے؟

قرآن کریم سے متعلق یہ ہندوانہ نظریات نئے نہیں ہیں البتہ انہیں شد و مد اور جارحیت سے پیش کیا جانے لگا ہے۔ پچھلی صدی کے ساتویں دہے کے آخر میں سوامی دیانند نے ہندو فرقہ "آریہ سماج" کی بنیاد رکھی۔ وہ ریاست کاٹھیاواڑ میں ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۸۳ء میں مر گیا تھا۔ اس نے اپنی ساری عمر قدیم ہندو مذہب کی نشاۃ ثانیہ کی کوششوں میں صرف کی۔ جس کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں کی بیخ کنی ضروری تھی۔ چنانچہ سماج کو سیاسیات میں ملوث ہونا پڑا۔ اس کا سیاسی نعرہ تھا "ہندوستان ہندوؤں کے

Marfat.com

لئے ہے۔" اس مقصد کے حصول کے لئے دیانند نے ویدوں کی طرف لوٹنے، ہندومت کی اصلاح، برہمنی برتری کے خاتمہ اور مسلمانوں اور عیسائیوں سے گلو خلاصی پر زور دیا۔ ہندومت کی وضاحت، عظمت، وکالت اور عیسائیت اور اسلام کی تردید میں مشہور کتاب "ستیارتھ پرکاش" لکھی۔ اس کا ایک مستند اردو ترجمہ مہتہ رادھا کشن جی کے قلم سے ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں سوامی نے قرآن پاک کی سورتوں میں سے آیات کریمہ چھانٹ کر ان پر "اعتراضات" کئے تھے۔ چند کا مطالعہ مفید مطلب رہے گا۔

(i) "اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں تو ان کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ مار ڈالو" (۴ نساء ۹۰)۔

دشمنان اسلام میں سے کچھ لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے لیکن جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیتے تھے۔ اس آیہ پاک میں انہیں پھر بھی رعائت دی گئی ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کی مخالفت سے بے تعلق رہیں، صلح کی درخواست کریں اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں عملاً حصہ نہ لیں تو انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ لیکن اگر ان شرائط میں سے کسی پر بھی پورا نہ اتریں تو پھر مسلمانوں کو حق پہنچتا ہے کہ ان کو جہاں پائیں قتل کریں کیونکہ اس کے بغیر مسلمانوں کی سلامتی ممکن نہیں تھی۔

اس پر ہندو محقق لکھتا ہے "کیا خوب یکطرفہ ڈگری دی گئی ہے کہ جو مسلمان نہ ہو جہاں پاؤ مار ڈالو" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۲۳)۔

Marfat.com

(ii) ”اور لڑوان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ یعنی کافروں کا زور۔ ہووے دین اللہ کا سربسر“ (۸ انفال ۳۹)۔

اس آئت کریمہ میں مسلمانوں کو کافروں سے جنگ کرنے کا حکم ہے حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے لئے خطرہ نہ رہیں۔ معترض نے یہ بات ترجمہ میں ہی تسلیم کر بھی لی ہے۔

پھر بھی محقق صاحب تحقیق کے موتی بکھیرتے ہیں ”ایسا اندھا دھند لڑنے والا اور امن میں خلل ڈالنے والا سوائے محمدی خدا کے اور کون ہو سکتا ہے؟“ (صفحہ ۳۳ے)۔

(iii) ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ لڑوان لوگوں سے کہ پاس تمہارے ہیں“ (۹ توبہ ۱۲۳)۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں ان سے تم بھی جنگ کرو اور مسلمانوں کو تکالیف قریبی دشمنوں سے پہنچتی تھیں دور والوں نے کیا دکھ دینا تھا!

ادھر الٹی ہندو کھوپڑی ”محقق“ کے حسین لبادہ میں لکھتی ہے ”اس آئت میں محسن کشی کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ خدا حکم دیتا ہے کہ پڑوسیوں اور غلاموں سے لڑائی کرو اور موقعہ پا کر انہیں مار ڈالو۔ ان باتوں پر غور کر کے اب بھی اگر مسلمان قرآن سے کنارہ کش ہو کر راہ راست پر آویں تو بہت اچھا ہے“ (صفحہ ۳۸ے)۔

(iv) ”ہدائت اور رحمت مسلمانوں کے واسطے“ (۱۰ یونس ۵۷)

Marfat.com

اس آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی راہیں بتاتا ہے اور ان کے لئے باعث و موجب رحمت ہے۔

مثال سمجھئے کہ ایک بستی میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔ ہیضہ کی اکسیر دوائی موجود ہے لیکن لوگ کھاتے نہیں' دھڑا دھڑا مرتے جا رہے ہیں۔ اس سے دوا کی شان میں تو کوئی کمی نہیں آئی۔ لوگوں کی بدبختی ہے کہ اسے برتتے نہیں۔ ایسے میں صاف ظاہر ہے کہ دوائی صحت اور زندگی انہیں کے لئے ہے جو استعمال کریں گے۔ یہی حال قرآن کریم کا ہے اس پاک کلام کا فائدہ انہیں کو ہو گا جو اس پر ایمان لا کر اسے اپنی زندگیوں میں جگہ دیں گے۔

"محقق" ہونے کا دعویدار اتنی سی سادہ بات کو بھی نہیں سمجھ رہا اور لکھتا ہے" کیا خدا مسلمانوں کا ہی ہے' دوسروں کا نہیں؟ اور کیا وہ یکطرفہ ڈگری دینے والا ہے؟ اگر مسلمانوں سے مراد ایماندار ہے تو ان کے لئے ہدائت کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر خدا مسلمانوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو ہدائت نہیں کرتا تو اس کا علم کس کام کا ہے؟ (صفحہ ۷۳۸)

اگر انگریزی دور میں ہندو کی قرآن فہمی کا معیار یہ تھا تو اب کٹر' متعصب اور اقتدار کے نشہ میں بدمست ہندو بھارت کی مملکت میں اس کی کج فہمی اور دماغ کی خرابی کا اندازہ کون لگائے گا؟ قرآن کریم کی ضبطی کا مطالبہ تو ایک ہلکی بات ہے۔ اگر یہ لوگ مسلمانوں کے گھروں سے قرآن کریم کے نسخے تلاش کرنے لگ پڑیں تو ان سے یہ بھی عین ممکن ہے!

Marfat.com

۳۔ یہ بہتان تراشی ہے۔ قرآن کریم میں اس طرح کے احکام کہیں بھی وارد نہیں ہیں۔ ہندو دعویٰ شرمناک ہے۔ اسلام کے معنی ہی سلامتی اور امن ہیں۔ اسلام پیار و محبت اور امن و آشتی کا مبلغ و پرچارک ہے، علمبردار ہے۔ اللہ پاک نے تمام نسل انسانی کو ایک ماں باپ کے جنے ہوئے بہن بھائی قرار دیا ہے (سورۃ ۴۹ حجرات ۱۳) اور ہدایت فرمائی ہے کہ مسلمان بدی کا بدلہ بدی سے نہ دیں۔ برائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئیں۔ اور دشمن کی بدسلوکی کے جواب میں بہتر رویہ اختیار کریں مثلاً غصہ کے ردعمل میں تحمل و برداشت، گالی کے جواب میں تہذیب و شائستگی اور سختی کے جواب میں نرمی اور ملائمت سے پیش آئیں کہ دشمن تمہارے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر تمہارا دلی دوست بن جائے (۴۱ حم السجدۃ ۳۴)

۴۔ "مسلمانوں اور ہندوؤں میں بھائی چارہ کی فضا کا قیام" تو بڑی دور کی بات ہے، "بھائی چارہ کی فضا" تو خود ہندوؤں کے درمیان ہی مفقود و معدوم ہے!

مذہبی لحاظ سے ہندو چار ذاتوں میں منقسم ہیں۔ ذات پات کی یہ تمیز ان کی نجات کے لئے لازم ہے۔ سب سے اونچی ذات برہمن ہے، پھر کشتری تیسری ویش اور چوتھی اور سب سے نچلی ذات شودروں کی ہے، اچھوت او ملیچھ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔ ان کا فریضہ تینوں اونچی ذاتوں کی تن من، دھن، سے خدمت کرنا ہے، چاروں ذاتوں کے لئے باہمی معاشرت

Marfat.com

ایک دوسرے کے ہاتھ کا کھانا پینا اور شادیاں ممنوع ہیں۔ اس تقسیم کے اثرات اور اس پر مبنی معاشرہ کی تعمیر پر چند دانشوروں کا تبصرہ حقائق و حالات کو سمجھنے میں مدد دے گا۔

پروفیسر گلکرانسٹ لکھتے ہیں "ایسی سوسائٹی جس میں شہریوں کے درمیان باہمی شادیاں موجودہ اور اگلی دنیا کی بربادی کا سبب ہوں' اس سے معمول کی باہمی محبت اور عزت کی توقع نہیں کی جا سکتی' جو مشترکہ قومی احساسات کے لئے ضروری ہے"

(Indian Nationality
by R. N. Gilchrist: 1919, P.109)

"ہندو معاشرہ میں باہمی شادیوں کا فقدان قومی اتحاد میں سدِّراہ ہے" (صفحہ ۱۱۱)۔

"انڈیا میں ذات پات کا ایک ممتاز کردار ہے۔ ذات پات کے نظام نے ہندوؤں کو قوم نہیں بننے دیا۔ جبکہ تاریخ میں ایران' یونان اور روم میں ایک سے زیادہ مرتبہ کئی لحاظ سے قومی جذبات پیدا ہوئے۔ پر انڈیا کبھی بھی قوم نہیں بنا" (صفحہ ۱۱۷)۔

"جو کچھ میں نے کہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستانی قومیت اور ذات ایک دوسرے کی مخالف ہیں۔ ذات پات جدائی اور قومیت اتحاد چاہتی ہے۔ تاریخ میں ذات بذات خود اتحاد و یک جہتی کا مظہر رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس کے ساتھ اتنی تقسیمیں منسلک ہیں کہ اس دور کی توقع نہ!

Marfat.com

ممکن ہے جب ہندوستان میں ایک ہی ذات' ہندو ہو گی۔ ہندو مت کو نہ صرف اپنی تقسیموں پر پھاہا رکھنا ہے بلکہ مسلمانوں' مسیحیوں اور انڈیا کے دوسرے مذاہب سے بھی اتحاد کرنا ہے۔ ہندومت کے لئے قوم پرستی ایک نادر خیال ہے" (صفحہ ۱۲۸)۔

ایک اور مفکر لکھتا ہے "ہمیشہ سے ہندوستان کے باسیوں کی امتیازی صفت ہے کہ ان میں کبھی بھی قومی جذبات پیدا نہیں ہوئے"

(Peoples and Problems of India

by Sir T.W. Holderness : 1923, P. 104)

ہندو دانشور ٹیگور بھی تسلیم کرتا ہے کہ "شروع سے ہی ہندوستان میں قوم پرستی کا صحیح احساس کبھی بھی پیدا نہیں ہوا"

(Nationalism by sir Rabindarnath

Tagore : 1920, P. 106)

۵۔ یہ ہے اصل سوال اور ہندوؤں کی مسلم کشی کی تہ میں کار فرما (حقیقی یا مصنوعی خوف و ہراس پر مبنی) جذبہ کہ کہیں مسلمان طاقتور ہو کر پھر سے ہندوستان پر اپنا تسلط قائم نہ کر لیں۔ ہندو سوچتے ہیں کہ چند ہزار مسلمانوں نے ہزاروں کلومیٹر دور سے آ کر ہندوستان میں اپنے قدم جمائے اور اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اب کروڑوں کی تعداد میں ہندوستان میں بستے رہتے مسلمان کیا کچھ نہیں کر سکیں گے؟

Marfat.com

چھٹا حصہ

جواب آں غزل

تمہید : بھارت میں سرکاری سطح پر مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے زیر تکمیل منظم اور مضبوط پروگرام مطالعہ کئے جا چکے ہیں۔ اب ہم معلوم کریں گے کہ پاکستان میں ہندوؤں کے وارے نیارے ہیں اور یہاں اسلام کے نام لیوا مسلمان' اپنے ملک پاکستان میں' ان کے سامنے کس قدر بے بس ہیں!

سندھ میں جی ایم سید کی تنظیم "جئے سندھ" خاصی مضبوط اور فعال ہے اور بھی کئی سندھی قوم پرستی تنظیمیں ہیں جو علی الاعلان سندھ کی پاکستان سے علیحدگی اور سندھی قوم پرستی کی اسلام پر اولیت اور برتری کی علمبردار ہیں۔ یعنی ان کے ہاں ایک سندھی ہندو غیر سندھی (پاکستانی!) مسلمان سے عزیز تر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں بسنے رہنے اور سندھ کے تعلیمی' ملازمتی اور معیشی وسائل پر قابض اور چیرہ دست ہندوؤں کے خلاف تو کوئی بھی آواز نہیں اٹھاتا البتہ پشتوں سے مقیم' بنجر زمینیں آباد کرنے والے' پنجابی محنت کشوں اور آباد کاروں کو "غیر سندھی" "پنجابی غاصبوں" کے نام پر سندھ سے نکالا جا رہا ہے۔ ایسی تنظیموں اور اداروں کو ہندوؤں کی فکری و نظریاتی اشیرباد' افرادی قوت اور مالی سرپرستی میسر ہے۔ درحقیقت ایسی تمام قوتیں ہندوؤں کی پروردہ اور آلہ کار ہیں۔ ہندو ان کی آڑ میں اپنے مذموم مقاصد حاصل کر رہے ہیں۔ سندھی ہندوؤں کے من

Marfat.com

پسند منصوبہ بازوں کے جواب میں نظریاتی، صحافتی، اشاعتی اور جماعتی سطح پر ایک بھی تحریک نہیں ہے۔ ارباب اقتدار اپنی کرسیوں کے چکر میں الجھے ہوئے ہیں۔ عوام کالانعام کو ایسے مسائل کا ادراک و ہوش کہاں؟

میں گولڈ میڈل وصول کرنے راولپنڈی گیا تو وہاں اسلام اور پاکستان پسند سندھیوں سے ملاقات ہوئی۔ وہ روتے تھے آپ آکر دیکھیں کہ ہمارے علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیاں یہ ہیں۔ ہندو اتنا کچھ کر رہے ہیں۔ عیسائیوں کی ایسے چاندی ہے جبکہ مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے کے علاوہ کسی بھی بات کی کچھ بھی سمجھ نہیں ہے۔ ادھر ہمارے مقابل بھارت نے سرحدی دیہات مسلمانوں سے خالی کرا لئے ہیں۔

اگلے صفحات پر مندرج رپورٹیں اور خبریں پڑھنے سے اندازہ ہو گا کہ سندھ میں ہندو اقلیت کی دیدہ دلیریوں کی بنا پر حالات کس قدر خطرناک اور گھمبیر صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں لیکن کماحقہ تدارک کی کوئی کرن دور دور تک بھی دکھائی نہیں دے رہی!۔ محمد اسلم رانا۔

"جمعہ کی شام زرعی یونیورسٹی ٹنڈو جام میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا، جئے سندھ بشیر قریشی گروپ اور سپاف ورکنگ کمیٹی کے درمیان معمولی جھگڑے نے یونیورسٹی کے ایک ملازم گلن خان مگسی کی جان لے لی جبکہ دونوں تنظیموں کے ایک ایک فرد زخمی ہوئے۔ اس افسوسناک واقعہ کے فوراً بعد فوج اور رینجرس موقع پر پہنچ گئی اور اس نے یونیورسٹی کا ماحول مزید خراب ہونے سے بچالیا۔

Marfat.com

معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ منگل کو ہندوؤں نے دیوالی منائی۔ ہندوؤں کی تقریبات میں جئے سندھ کے کارکن بھی ہر سال بڑے جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں۔ تہوار کی شب' شباب و شراب کی محفلیں جمتی ہیں ایک دوسرے پر رنگ پھینکا جاتا ہے اس دھوم دھڑکے میں جئے سندھ کے ورکر دیگر مسلمان طلبہ کو بھی گھسیٹتے ہیں اور جو شرکت سے انکار کر دیں انہیں فول بنایا جاتا ہے اور مختلف حیلوں بہانوں سے ان کا ہاسٹل میں رہنا دشوار کر دیا جاتا ہے۔ ماضی میں بھی سندھ کے تعلیمی اداروں میں اس طرح کے واقعات پر ہاسٹلوں میں مقیم سندھی غیرت مند طلبہ اور صوبہ سرحد و بلوچستان سے تعلق رکھنے والے اسٹوڈنٹس مزاحم ہوتے رہے ہیں لیکن لاہور میں بسنت کی طرح سندھ کے تعلیمی اداروں میں ہولی منانے کی وبا عام ہوتی جا رہی ہے۔ انتظامیہ کی طرف سے ہولی کی تقریبات منانے والوں پر کوئی سختی یا گرفت نہیں ہوتی اس لئے اب مزاحمت بھی بتدریج کم ہو گئی ہے۔

منگل ۱۷ مارچ کو جئے سندھ بشیر قریشی گروپ اور ہندو طلبہ نے زرعی یونیورسٹی ٹنڈو جام میں ہولی کا تہوار منایا۔ آتے جاتے اسٹوڈنٹس پر رنگ پھینکا گیا ان کی اس کارروائی سے طلبہ کے علاوہ اساتذہ اور یونیورسٹی کے دیگر ملازمین بھی محفوظ نہیں رہے۔ ہولی منانے والوں کا یہ گروپ ندیم سومرو' انور کھوسو اور ثاقب رند کی قیادت میں وائس چانسلر ارشاد سومرو کے کمرے میں بھی پہنچا پہلے تو ان پر رنگ پھینکنے کی کوشش کی لیکن پھر وائس

Marfat.com

چانسلر صاحب نے طلبہ سے اپیل کی کہ وہ رنگ پھینکنے کے بجائے ایک انگلی میں رنگ لگا کر ان کے کپڑے پر نشانہ لگا دیں تاکہ وہ اس ثواب سے محروم نہ رہیں۔ طلبہ کا یہ ہندو مسلم ضدی گروپ نہ مانا بالاخر طے پایا کہ وائس چانسلر ارشاد سومرو ہولی کی تقریبات شایان شان انداز سے منانے کے لئے فنڈ دیں اس طرح وائس چانسلر نے دو ہزار روپے فنڈ دے کر ہنسی خوشی جان چھڑا لی۔

یہی گروپ ہاسٹل میں مقیم دیگر طلبہ پر بھی رنگ پھینکتا رہا لیکن بشیر تینو ہاسٹل میں انہیں سپاف ورکنگ کمیٹی کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا لیکن بات گالی گفتار اور ہاتھا پائی سے زیادہ آگے نہیں بڑھ سکی البتہ دونوں گروپس میں سخت کشیدگی پیدا ہو گئی۔

سپاف ورکنگ کمیٹی نے صورت حال کا ذکر وائس چانسلر سے بھی کیا لیکن انہوں نے سنی ان سنی کر دی اور ہولی منانے والے گروپ کو یہ احساس تک نہیں دلایا کہ یہ مسلمانوں کا ملک و تعلیمی ادارہ ہے یہاں غیر اسلامی اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کی کوئی اجازت نہیں کیونکہ وہ خود اس مشغلے میں شریک تھے اور ہولی فنڈ ادا کر کے تو باقاعدہ شریک کار بن گئے تھے لہذا ان کی عدم توجہی اور غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کے باعث طلبہ میں کشیدگی بڑھتی رہی یہاں تک کہ رنگ سے ہولی کھیلنے والوں نے جمعہ کی شام ایک بے گناہ کے خون سے ہولی کھیلی۔

ورکنگ کمیٹی کے عہدے داروں نے الزام لگایا ہے کہ حملہ آور

Marfat.com

گروپ وائس چانسلر کا پسندیدہ اور سرچڑھا گروپ ہے انہوں نے کہا کہ جئے سندھ کے ندیم سومرو، انور کھوسہ اور ثاقب رند نے نہتے طلبہ پر کلاشنکوف کا برسٹ چلا دیا جس سے قریبی کھڑا ہوا یونیورسٹی کا ملازم گلن خان نمکی ہلاک اور ورکنگ کمیٹی کا لال ملوک زرداری زخمی ہو گیا۔

زخمیوں میں حملہ آور جئے سندھ کا ثاقب رند بھی شامل ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسرا گروپ بھی مسلح تھا ایک ذریعے کے مطابق یونیورسٹی کے ملازم گلن خان کی وہاں ڈیوٹی نہیں تھی بلکہ ورکنگ کمیٹی سے اس کے دوستانہ تعلقات تھے۔ بہرحال اس بات میں کس حد تک صداقت ہے کہ ورکنگ کمیٹی بھی مسلح تھی اور گلن خان ان کے ساتھ لڑائی میں شریک تھا یہ تو تحقیقات کے بعد ہی پتہ چل سکے گا فوج و رینجرس نے درجن بھر افراد کو گرفتار بھی کیا ہے لیکن یہ سوال بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ مذکورہ تعلیمی ادارے میں جدید اسلحہ کیسے پہنچا؟ اور تین دن سے ادارے میں پائی جانے والی کشیدگی کا سدباب کیوں نہیں کیا گیا۔

اسلام پسند اور محب وطن حلقے اس امر پر بھی تشویش کا اظہار کر رہے ہیں کہ سندھ کے تعلیمی اداروں میں ہندو ازم کا پرچار کھلے عام ہونے لگا ہے، بلکہ اب تو یونیورسٹی و کالج کی انتظامیہ بھی ان غیر اسلامی و غیر اخلاقی تقریبات میں شریک ہو جاتی ہے اور ملک کی نظریاتی جڑوں کو کھودنے میں حصہ دار بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو طلبہ کا اثر و نفوذ بڑھتا جا رہا ہے گزشتہ دنوں جب بابری مسجد کی شہادت اور ہندوستان میں مسلمانوں کے

Marfat.com

قتل عام کے خلاف بعض مسلمان طلبہ نے مذمتی پوسٹر دیواروں پر چسپاں کئے تو جئے سندھ کے کارکنوں نے انہیں پھاڑ دیا اور ان مسلمان طلبہ کی تلاشی شروع کر دی۔ ایک میڈیکل کالج کا یہ افسوناک واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ لیکچر کے دوران جب ایک پروفیسر نے سائنس اور اسلام کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے اپنے لیکچر میں اسلام کی برتری ثابت کی تو کلاس میں دو ہندو طلبہ اور ایک جئے سندھ کا نام نہاد مسلم کارکن کھڑا ہو گیا انہوں نے سخت لہجہ میں پروفیسر کو متنبہ کیا کہ وہ کلاس میں صرف مضمون کے مطابق لیکچر دیا کریں انہوں نے کہا کہ یہاں ہم درس قرآن سننے نہیں آتے تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں اس مداخلت پر کلاس میں سناٹا چھا گیا۔ کوئی طالب علم ان غنڈہ گرد عناصر کے سامنے زبان کھولنے کی جرات نہ کر سکا آخر کار پروفیسر صاحب نے اپنا موضوع گفتگو تبدیل کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو نواز جئے سندھ کے طلبہ دیدہ دلیر ہو گئے اور آج نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہولی میں شرکت نہ کرنے والوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ سندھی قوم پرستوں نے جو مہران یونیورسٹی کے جھگڑے کے بعد ایک سندھی قومی جرگہ قائم کیا تھا وہ ایک بار پھر سرگرم ہو گیا ہے۔ اس جرگہ نے سندھی پریس سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ بات کو دبا دیں اور مقدمہ بھی عدالت میں لے جانے کے بجائے وہ جرگے میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ورکنگ کمیٹی و سپاف کے بعض طلبہ نے کہا ہے کہ

Marfat.com

وہ تعلیمی اداروں کو قبائلی علاقہ نہیں بنانا چاہتے لہٰذا فیصلہ جرگے یا وائس چانسلر کی میز پر نہیں عدالت میں ہونا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وائس چانسلر ارشاد سومرو بھی جرگے کے حامی ہیں کیونکہ وہ خود بلاواسطہ اس جھگڑے میں ملوث ہیں لہٰذا انہوں نے جرگے میں لابنگ شروع کر دی ہے۔
تازہ ترین اطلاعات کے مطابق فوج اور دیگر فورسز نے زرعی یونیورسٹی کو پوری طرح اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے اور طلبہ میں کشیدگی ختم کرانے کی سرکاری سطح پر کوشش کی جا رہی ہے۔" (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی یکم اپریل ۹۳ء)

وطن کی فکر کرنا داں

سندھی ہندوؤں کی پراسرار تخریبی سرگرمیاں

ابن سراج

Marfat.com

تمہید: سندھی گاندھی جی ایم سید قیام پاکستان سے بھی قبل کا دشمن پاکستان ہے۔ وہ حسب موقع و منشا پاکستان کے خلاف زہر اگلتا ہے۔ اس کی "جئے سندھ" تنظیم کھلا سندھ کی پاکستان سے علیحدگی کی مبلغ اور علمبردار ہے۔ سندھو دیش کا ترانہ گاتی ہے۔ سندھ دیش کا پرچم لہراتی ہے، سندھو دیش کا نقشہ پھیلاتی ہے سندھو دیش کے "فوائد" بتاتی ہے۔اس کے توڑ میں کما حقہ کچھ نہیں کیا جا رہا۔ لے کے بس ایک مرد درویش حافظ محمد موسیٰ بھٹو اس تحریک کے آگے سینہ سپر ہیں ان کی سندھ نیشنل اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۲۵۸ حیدر آباد اور صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازہ سبیلہ چوک نشتر روڈ کراچی قلمی محاذ پر مصروف کار ہیں۔

سندھ میں ہندو آبادی ۱۲ لاکھ کے قریب ہے۔ سیٹھ، ساہوکار، زمیندار، تاجر، متمول اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ پاکستان دشمنی کی راہ پر مزے سے رواں دواں ہے۔ اسے بھارت کی مطلوبہ امداد و رہنمائی اور سرپرستی کی سہولت تمام میسر ہے۔ جبکہ پاکستانی حکومت، عوام، سیاسی جماعتیں اور دینی حلقے اس محاذ سے غافل اور مجرمانہ حد تک لاپرواہ ہیں۔ اہل فکر افراد

درگاپر دیش دھر کی قیادت میں بھارتی ہندوؤں کا ایک وفد سپین میں تین سال مطالعہ کر کے آیا تھا کہ یہاں سے مسلمانوں کی آٹھ صد سالہ عظیم الشان مملکت کیوں اور کیسے ختم ہوئی تھی (اسلم)

Marfat.com

کی چیخ و پکار صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون ماخوذ از ماہنامہ "دلیل راہ" لاہور بابت ستمبر ۹۱ء میں محکمہ ٹیلیفون میں ہندوانہ تخریب کاریوں کی خصوصی نشان دہی کی گئی ہے۔ جس کی روشنی میں دسمبر ۹۱ء کے اواخر اور جنوری ۹۲ء کے شروع میں سندھ میں ٹیلیفون کا نظام مفلوج ہونے کے پس پردہ عوامل باسانی نظر آ سکتے ہیں۔ (محمد اسلم رانا)

"سندھی ہندوؤں کو آنکھ بند کر کے سندھ میں نقل مکانی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ سندھی ہندو زیادہ تر تاجر ہیں۔ وہ زمینداروں کو روپیہ دیتے ہیں۔ سندھ کی قابل کاشت زمین کا ۳۰ فیصد ان کی ملکیت ہے، جبکہ بقیہ زمین کا ۳۰ فیصد وہ مقاطعہ پر سنبھالتے ہیں اسی طرح سندھ کی شہری ملکیت کا ۹۰ فیصد بھی ان کے پاس ہے۔ اس کے علاوہ سندھی ہندو بہت سی کاٹن جننگ، رائس اور فلور ملز کے مالک ہیں

ایک ہندو رکن اسمبلی نے یہ مشورہ اگرچہ ۱۹۵۹ء میں اپنے ہم مذہبوں کو دیا تھا مگر اب ایسا لگتا ہے کہ قیام پاکستان کے چوالیس سال بعد سندھ میں اندھی قوم پرستی کی تحریکوں نے ہندوؤں کے لئے رکاوٹوں، خدشات اور مشکلات کو دور کر دیا ہے جن کے سبب سندھی ہندوؤں کی ایک بھاری تعداد ہندوستان نقل مکانی کر گئی تھی وقفے وقفے سے ہندو خاندانوں کی بھارتی سرمایہ سمیت بھارت منتقلی کا سلسلہ پچھلے سال تک جاری رہا۔ اندرون سندھ سے ملنے والی مصدقہ اطلاعات کے مطابق قیام پاکستان کے بعد سے، سندھ سے اپنی جائیدادیں بیچ کر بھارت جانے والے ہندوؤں کی

Marfat.com

ایک بڑی تعداد اب سندھ میں واپس آ رہی ہے۔ بھارت سے آنے والے ہندو اپنے ساتھ بڑی مقدار میں بھارتی کرنسی بھی لا رہے ہیں جو عمر کوٹ، مٹھی اور اسلام کوٹ میں پاکستانی کرنسی میں بآسانی تبدیل کرا لی جاتی ہے۔ ان علاقوں میں لین دین ۸۹-۸۸ء میں کھلے عام بھارتی کرنسی میں ہوتا تھا۔ ایک اخباری اطلاع کے مطابق عمرکوٹ پولیس ایک ایسے بھارتی ہندو رمیش کمار کی گرفتاری کے لئے کوشاں ہے جس پر الزام ہے کہ وہ بھارت سے بڑی تعداد میں بھارتی کرنسی لایا ہے جسے مجوزہ بلدیاتی انتخابات کے دوران گڑبڑ پھیلانے کے لئے "را" کے ایجنٹوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی طرح نوکوٹ سے ملنے والی اطلاع کے مطابق وہاں بھی سندھی ہندوؤں کی بڑی تعداد بھارت سے واپس پہنچ رہی ہے اور خطرہ ہے کہ ان کی آڑ میں "را" کے ایجنٹ بھی صوبے میں داخل ہو سکتے ہیں۔

حال ہی میں راقم کو اپنے اندرون سندھ قیام کے دوران میں یہ اطلاعات ملیں (بعد میں اخباری اطلاعات سے بھی ان کی تصدیق ہوئی) کہ سندھ میں دفاعی اہمیت کے شعبوں میں بڑی تعدا میں ہندوؤں کو بھرتی کر کے ہمارے دفاعی اور مواصلاتی شعبوں کو غیر محسوس انداز میں ناکارہ کرنے کے منصوبے پر کام ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں سندھ کے سرحدی اضلاع کو ٹارگٹ بنایا گیا ہے۔ باخبر محب وطن حلقے اس منصوبہ بندی میں "را" کے ملوث ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ بعض اخباری اطلاعات کے مطابق میرپور خاص، تھر اور سانگھڑ اس وقت ہندوؤں کے مکمل کنٹرول میں ہے اور

Marfat.com

سرحدی علاقے کے سانگھڑ ٹیلیگراف ڈویژن میں بعض بااثر افراد نے انتہائی اثر و رسوخ استعمال کر کے کلیدی عہدے پر ایک ہندو افسر کو تعینات کرایا ہے، جس کی سرگرمیاں انتہائی مشکوک ہیں۔ علاقے کے لوگوں کے کہنے کے مطابق اس شخص کے علیحدگی پسند تنظیموں سے روابط ہیں۔ اس اعلیٰ افسر نے کھلے عام اقرباء پروری اور ہندو نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے محکمہ ٹیلیفون میں درجنوں ہندو نوجوانوں کو بھرتی کر دیا ہے۔ محکمہ ٹیلیفون میں بڑھتی ہوئی ہندو نوازی، بدعنوانیوں اور عدم توجہی (دانستہ) کے باعث میرپور خاص، تھر اور سانگھڑ کے اضلاع میں ٹیلیفون کی ٹرنک لائنوں کا نظام ایک عرصے سے معطل ہے دفاعی مواصلاتی نظام بھی آئے دن متاثر رہتا ہے۔ واضح رہے کہ وفاقی حکومت نے ملک کو درپیش خطرات کے پیش نظر یہ پابندی عائد کر رکھی ہے کہ سرحدی علاقوں میں ہندو افسران کو تعینات نہیں کیا جائے گا۔ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران میں بھی سرحدی اضلاع سے ہندو سرکاری اہلکاروں کو ریلیو کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ تھرپارکر کی ہندو آبادی نے جنگ کے دوران بھارتی فوج کو خوش آمدید کہا تھا اور بھارتی فوج کی جانب سے تھرپار کا قبضہ ختم کرنے کے بعد بڑی تعداد میں ہندو بھارت فرار ہو گئے تھے۔

تھرپارکر کے ہندو نوجوان سندھ میں علیحدگی پسند تنظیموں اور تحریکوں میں پیش پیش ہیں اور اکثر مواقع پر پرچم کو نذر آتش کرنے کے مذموم اقدام میں بھی ملوث بتائے جاتے ہیں۔ اب جبکہ سندھ میں بھارت کی خفیہ تنظیم

Marfat.com

"را" کی سرگرمیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں، راجستھان کے محاذ پر دہشت گردوں اور تخریب کاروں کو تربیت دے کر سندھ میں بھیجا جا رہا ہے۔ ان حالات میں ٹیلیگراف کے سرحدی سانگھڑ ڈویژن میں ایک کلیدی عہدے پر ہندو افسر کا تقرر اور اس کے ذریعے بڑی تعداد میں ہندو نوجوانوں کی بھرتی انتہائی تشویشناک ہے جو ملک کی سلامتی کے منافی ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس وقت مٹھی، کھپرو اور ٹنڈو آدم میں ہندو سپروائزر کام کر رہے ہیں سانگھڑ ڈویژن کے اس ہندو افسر اعلیٰ نے تقریباً ۵۰ ہندو نوجوانوں کو ٹریننگ آرڈر جاری کئے ہیں جو اس وقت تھر، میرپور خاص اور سانگھڑ کے مختلف ٹیلیفون ایکسچینجوں میں تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ ٹی او ون کے کورس کے لئے جو آپریٹر بھیجے گئے ان کی جگہ پر بھی ہندو افراد کا تقرر کیا گیا۔ جب کہ مسلمان آپریٹروں نے گذشتہ کئی برسوں سے ٹریننگ لے رکھی ہے اور وہ آٹھ آٹھ، دس دس سال سے لیو و یکنسی پر کام بھی کر رہے ہیں لیکن انہیں نظرانداز کر کے ہندو بھارتی کر لئے گئے۔ محکمہ ٹیلیفون میں بڑی تعداد میں ہندوؤں کی بھرتی کے نتیجے میں نہ صرف دفاعی اہمیت کے حامل اس محکمہ کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے بلکہ سرکاری اور دفاعی امور کے راز افشا ہونے کا خدشہ بڑھ گیا ہے۔ ٹیلیگراف ڈویژن سانگھڑ کے ہندو اعلیٰ افسر کی کارکردگی کا یہ عالم ہے کہ ڈھورو نارو، پتھورو، چھور، ٹنڈو غلام علی، محمد کوٹ جھڈو اور ڈگری کی ٹیلی فون کی فزیل لائنیں ایک عرصے سے کٹی ہوئی ہیں اور دفاعی لائنیں اکثر و بیشتر معطل رہتی ہیں، جب کہ جھڈو، نوکوٹ، ڈگری

Marfat.com

اور کنری سے کراچی کی ٹرنک لائینیں بلاجواز کاٹ دی گئی ہیں اور کوئی متبادل انتظام بھی نہیں کیا گیا- دوسری طرف مبینہ تخریب کاری کے ذریعے ٹیلیفون کے تار کاٹ کر مواصلاتی نظام درہم برہم کرنے کے سلسلے بھی جاری ہیں- اب تک تھر، سانگھڑ اور میرپور خاص اضلاع میں تقریباً ایک لاکھ کلوگرام سے زائد ٹیلیفون کے تار کاٹے جا چکے ہیں جن کی مالیت تقریباً ایک کروڑ روپے سے زائد بنتی ہے- ٹیلیفون تاروں کو کاٹ کر تخریب کاری کے الزام میں چھ ہندوؤں کو بھی گرفتار کیا گیا تھا لیکن بعد میں نامعلوم سرپرستوں کے کہنے پر انہیں ضمانتوں پر رہا کر دیا گیا- بتایا جاتا ہے کہ مذکورہ افسر اعلیٰ گذشتہ دنوں میرپور خاص میں علیحدگی پسندوں کی تقریب میں بھی شریک ہوئے تھے- یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ بعض ایجنسیوں نے مذکورہ افسر اعلیٰ کی سرگرمیوں اور محکمہ ٹیلیفون و ٹیلیگراف (ٹیلی کمیونی کیشن کارپوریشن) میں ہندوؤں کی بھرتی کا نوٹس لیا ہے اور اس بارے میں وفاقی حکومت کو اپنی رپورٹیں بھجوائی ہیں-

سندھ میں جس انداز سے سندھی ہندو جرات مندانہ منفی سیاسی کردار کے لئے سر اٹھا رہا ہے، وہ چونکا دینے والا ہے- ورلڈ سندھی کانگریس، جس کے زیر اہتمام پہلے امریکہ اور ۱۹۸۹ء میں لندن میں عالمی سندھی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اور جس میں سندھ سے جئے سندھ، پیپلزپارٹی، پلیجو گروپ اور قوم پرست کمیونسٹوں نے ایک ساتھ شرکت کی تھی- اس نے لندن میں اپنا رابطہ دفتر بھی قائم کر رکھا ہے- اس کانگریس کے چیئرمین ڈاکٹر جی

Marfat.com

ایم بھرگڑی ہیں جب کہ دیگر اعلیٰ عہدیدار بھی متمول حیثیت کے حامل ہندو ہیں۔ اس کانگریس کا پاکستان کے سندھی قوم پرست صحافیوں سے موثر رابطہ قائم ہے۔ اسی طرح خلیج کے متعدد ممالک میں نصف درجن سے زائد سندھی ہندوؤں کی ایسی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جو سندھ کے مسلمان سندھیوں کے ساتھ "زمین" زبان اور ثقافت کے رشتوں کو مستحکم کرتے ہوئے دھرتی سے اپنا پرانا تعلق بحال کرنا چاہتی ہیں۔ بھارت میں رہنے والے سندھی ہندو شہید صدر ضیاء الحق کے دور سے ہی اس بات کے لئے کوشاں رہے تھے کہ انہیں خصوصی مواقع کے علاوہ وزٹ ویزا پر آزادانہ سندھ آنے جانے کی مراعات دی جائیں، مگر اس کوشش میں انہیں بینظیر زرداری کے دور حکومت میں کامیابی ہوئی، چنانچہ ۱۹۸۹ء میں متمول سندھی ہندوؤں کا ایک وفد حیدر آباد آیا تھا۔

سندھ سے، سندھی ہندوؤں کو یکایک محبت نہیں ہو گئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اسے کبھی بھولے ہی نہ تھے اور آج کے ترقی یافتہ سندھ کو دیکھ کر بنیا ذہنیت کے منہ میں پانی آ رہا ہے"۔ (المذاہب اپریل ۹۲ء)،

Marfat.com

ایک سندھی نوجوان کا درد بھرا خط

لوٹنے والے ہندو ہیں یا پنجابی؟

اللہ ڈینو میمن

تمہید : ان دنوں سندھ میں ہندو بھارت اور اس کے ایجنٹوں کے جھانسہ

Marfat.com

میں آئے ہوئے سندھی بھائیوں کا پراپیگنڈہ زوروں پر ہے کہ پنجابی سندھ کو لوٹ لے گئے' پنجابی سندھ کا استحصال کر رہے ہیں۔ پنجابی سندھ پر حکومت کر رہے ہیں۔ اگر آپ کو ایک ہی وقت میں پنجابی اور سانپ نظر آ جائیں تو پہلے پنجابی کو ماریں ..... حالانکہ اصل صورت اور حقیقت حال اس کے قطعی برعکس ہے۔ پنجابیوں نے سندھ کو بنانے' سنوارنے' آباد و سیراب کرنے اور سرسبز و شاداب بنانے کے لئے خون پسینہ ایک کیا۔ وہاں کی زبان و ثقافت اپنائی اور' اپنے اعزہ و اقارب سے سینکڑوں میل دور' سندھ کے ہو کے رہ گئے۔ آج سندھ کے مسلمانوں کا سندھ میں نسلوں سے آباد مسلمان پنجابیوں کو "پنجابی" ہونے کے "جرم" میں سندھ کے پاکستان سے قتل و غارت' مارپیٹ' لوٹ پوٹ اور تباہ و برباد کر کے نکالنا ہندو دشمنوں کی ہمنوائی اور ہمسری ہے۔ مسلمانوں کا اعلیٰ و ارفع مقام نہیں ہے۔ سندھیوں کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ انہیں وہاں مدتوں سے مقیم اور ہمسائے پنجابی مہمانوں کے ساتھ میزبانوں کے شایان شان سلوک کرنا چاہئے۔

کوئی ۲۵ برس ادھر جب میں دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب میں ملازم تھا تو لاہور سے گھوٹکی میں گئے ہوئے ایک افسر نے آ کر بتایا کہ سندھ کا دفتری نظام ہندو اہلکاروں کے رحم و کرم پر ہے جو تھوڑے بہت مسلمان ہیں وہ چرس پی کر عالم بالا کی سیر کے مزے لوٹتے رہتے ہیں۔

آج سندھ کے ایک اہل درد مسلمان نوجوان نے اپنے چونکا دینے

Marfat.com

والے مشاہدات و تجربات کی بنا پر ہو شربا حقائق کے ایک گوشہ کو بے نقاب کرنے کی سعادت حاصل کی ہے کہ اصل غاصب ہندو ہیں۔ سندھ ہندوؤں کے ہاں مال غنیمت ہے جسے سندھی ہندو دونوں ہاتھوں سے لوٹ لوٹ کر بھارت ڈھو رہے ہیں۔ مراسلہ پڑھنے کے بعد روئیں جگر کو یا پیٹیں سر کو' آپ کا انتخاب صحیح ہو گا۔ (محمد اسلم رانا)

"مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۹۲ء

فخر پاکستان' محترم المقام' واجب الاحترام' مجاہد اسلام حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم رانا صاحب

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

بہت دنوں کے بعد آپ سے بذریعہ خط ملاقات ہو رہی ہے۔ آج کل ناچیز بندہ کے سیکنڈ ایئر ایم بی بی ایس کے امتحانات جو مورخہ ۱۸ اپریل ۹۲ء کو شروع ہو رہے ہیں' کی تیاری میں مشغول ہوں۔ جس وجہ سے اپنے عظیم و شفیق محسن' استاذ سے بہت دنوں سے خط و کتابت نہیں ہو سکی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے بیٹے کو دعاؤں میں ضرور یاد فرماتے ہوں گے۔ آج "المذاہب" اپریل ۹۲ء کا پرچہ نظر سے گزرا۔ صفحہ نمبر ا پر محترم سراج الدین صاحب کا مضمون اور آپ کے نوٹ کو پڑھ کر سندھی ہندوؤں کی تخریبی کارروائیوں سے واقف ہوئے۔ پتہ نہیں ہماری حکومت اتنی چیخوں

Marfat.com

کے بعد بھی کیوں ان "را" کے ایجنٹوں کے خلاف قدم نہیں اٹھاتی۔

آج کل ہمارے سندھ میں لیاقت میڈیکل کالج جامشورو میں ایم بی بی ایس و بی ڈی ایس کی نئی داخلہ شروع چکی ہے۔ میرٹ لسٹ پر نظر ڈالتے ہیں تو صرف ہندوؤں کی قطار، جو کہ سلیکٹ ہو چکے ہیں، نظر آ رہے ہیں۔ ضلع تھر، ضلع میرپور خاص تو ہیں ہی ہندو مگر اب پوری سندھ کی میرٹ لسٹ دیکھتے ہیں تو ہر ضلع میں مختلف جگہوں سے جھوٹے اور جعلی ڈومیسائل و پی آر سی مختلف رشوتوں، سفارشوں سے حاصل کر کے پورے سندھ کے طلبہ و طالبات (مسلمان) کے حقوق غصب کر کے ان کی جگہ میڈیکل میں داخلہ لے رہے ہیں۔ ہندو لوگ اپنے بچوں کو مختلف اندرون سندھ کے انٹرمیڈیٹ کالجوں میں داخلے دلواتے ہیں پھر وہاں کے اساتذہ کو بہت پیسہ دے کر محض خوشامدی کے ٹیوشن دلواتے ہیں۔ وہ اساتذہ کیا پڑھاتے ہیں وہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ پھر جب امتحانات آتے ہیں تو وہ اساتذہ اور ٹیوشنز کاپی (نقل) کرواتے ہیں اور پریکٹیکل امتحانات میں ۲۵ مارکس سے بغیر کچھ بتائے ۲۴ مارکس حاصل کرتے ہیں وہ ان مارکس کے پیسہ الگ اساتذہ کو ادا کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ شام کو اپنی اوطاقوں پر امتحانات لینے والے انٹرنل ایکسٹرنل کی دعوتیں کرتے ہیں۔ ان کو شباب و کباب مہیا کرتے ہیں۔ اب پرچے ختم ہو چکے ہیں۔ اب وہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے چکر لگاتے ہیں۔ وہاں کے سیکرٹ برانچ کے کلرکوں کو بھاری رقم دیکر یہ

Marfat.com

معلوم کرتے ہیں کہ پرچہ کس استاد کے پاس چیک کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس استاد کا مکمل پتہ حاصل کرتے ہیں اور اپنے امتحانی سنٹر کا خفیہ کوڈ نمبر معلوم کر کے اس استاد کے پاس جاتے ہیں اور اس استاد کے مختلف ایجنٹوں سے رابطہ کرتے ہیں پھر ریٹ طے ہوتا ہے جو کہ آٹھ ہزار سے لے کر ۱۵ پندرہ ہزار روپیہ فی پرچہ ہوتا ہے۔ مختلف مارکس کے مختلف ریٹ ہوتے ہیں۔ اب انہوں نے تمام پرچوں کی مارکس تقریباً ۷۵ ہزار سے لے کر ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے سب پرچوں میں ۸۰ سے ۹۰ فیصد مارکس حاصل کرتے ہیں۔ اب وہ مختلف میڈیکل کالجوں میں داخلہ فارم جمع کرواتے ہیں اب وہ سلیکٹ بھی ہو چکے۔ اب وہ امتحانات میں پھر دوڑ بھاڑ شروع کرتے ہیں مختلف اساتذہ پر Source لگا کر پاس ہوتے ہیں اور امتحانات کی تھیوری میں مکمل نقل ہی کرتے ہیں اور اس طریقہ سے پاس ہو جاتے ہیں۔ دیوان دیوان پر بہت ہوتا ہے۔ وہ اپنی ہندوؤں طلبہ و طالبات کا خصوصی خیال رکھتے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں جب میں مسلم سائنس کالج حیدر آباد میں انٹر کا طالب علم تھا۔ ہمارے کلاس کے بی سیکشن میں تقریباً ۱۱۸ طلبہ تھے جس میں سے ۱۱۳ غیر مسلم وہ بھی سندھی ہندو تھے۔ اعتبار کریں ہم السلام علیکم کے بدلہ میں ہاتھ جوڑ کر نمستے کہہ کر ملتے تھے۔ یہ دن ہمارے ہاں دوزخی دنوں سے کم نہیں تھے۔ ہم مسلمان تھے۔ غیرت مسلمان تھی۔ اب بھی آپ مختلف سندھ کے پروفیشنل کالجز و یونیورسٹیز کا سروے کریں گے تو آپ کو مجموعی ۷۰ فیصد ہندو ہی ملیں گے۔

Marfat.com

ایک پروفیسر کے مطابق کہ ہر میڈیکل کے طالب علم پر دوران پڑھائی دو سے چار لاکھ روپے حکومت پاکستان کے اخراجات آتے ہیں۔ جب یہ محترم ہندو صاحب دوران تعلیم مختلف قوم پرست تنظیموں میں کامریڈ کے نام سے لیڈر بن کر مختلف کالجوں و اداروں کے سربراہوں پر اپنا رعب جماتے ہیں اور ان سے مختلف بہانوں سے پیسہ غنڈہ ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ جب فائنل ایئر ایم بی بی ایس کر جاتے ہیں تو وہ وزٹ ویزا پر ہندوستان جاتے ہیں۔ وہاں مستقل طور پر اپنی ہسپتالیں' شفاخانہ' کلینک کھول کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس طرح وہ ہمارے قومی خزانہ سے پڑھ کر مظلوم سندھیوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر ان مظلوم غریب طالب علموں کی تقدیر پر ہنس کر' خوش ہو کر اپنے مقاصد پورے کرتے ہیں۔ ان کو مختلف خفیہ تنظیموں سے وظیفے ملتے ہیں۔ یہ مسلم کمرشل بنک سے قرض حسنہ بھی حاصل کرتے ہیں۔

آپ سے مؤدبانہ و عاجزانہ گذارش کی جاتی ہے کہ برائے کرم "المذاہب" و آپ کے زیر اثر پریس میں اس ظلم کے خلاف مضامین تحریر فرمائیں۔ ان کے خلاف بھی لکھیں جس کی آج شدید ضرورت ہے۔ یہ اسلامی ملک ہے ہندوستان نہیں۔ ان ہندوؤں کی زبان سندھی ہے مگر آپ حیران ہوں گے کہ جب یہ آپس میں دو ہندو ملتے ہیں تو پتہ نہیں کونسی' سندھی نہیں' اپنی زبان بولتے ہیں جس سے یہ مزید مشکوک ہو جاتے ہیں۔

ہمارے تمام مدبروں' مفکروں' دانشوروں' صحافیوں' قلمکاروں' ادیبوں' اہل قلموں کو چاہیئے کہ وہ اس جہاد میں شریک ہو کر اپنا فرض نبھائیں اور

Marfat.com

پاکستانی حکومت کو مجبور کریں کہ وہ ہندوؤں اور غیر مسلموں کے لئے دو فیصد کوٹہ مختلف کالجوں' یونیورسٹیوں اور نوکریوں میں مقرر کریں اور سی ایس ایس اور پی سی ایس کے امتحانات میں مکمل طور پر ہندوؤں کا داخلہ ممنوع قرار دیں۔"

والسلام

طالب دعا۔ خادم اللہ ڈینو میمن عفی عنہ

(المذاہب جون ۱۹۹۲ء)

ہندوؤں کو مسلمانوں کا اسلام سے لگاؤ ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ بھارتی پنجاب کا ایک آنجہانی ہندو شاعر شِو کمار بٹالوی (متوفی ۱۹۷۳ء) حدر درجہ کا شرابی' عاشق مزاج اور زانی تھا۔ تاہم اپنی گانٹھ کا پکا ہندو تھا۔ لکھتا ہے۔

حداں بنے بنھ کے وی
گوریاں تے کالیاں نے
ہتھیں رسہ چھڈیا نہیں
مذہباں دے پھندے دا

کہ انگریزوں اور مسلمانوں نے مذہب کے نام سے ہندوستان کو تقسیم کیا تھا۔ آج تک مذہب پسندی مسلمانوں کے دلوں سے محو نہیں ہوئی۔ اسلام اسلام کی رٹ برابر لگائے جا رہے ہیں۔

شاعر کا مذہب کو پھانسی کا پھندا کہنا کس قدر معنی خیز ہے!

Marfat.com

سندھی عوام کو بھڑکانے کی بھارتی مہم

مٹھی (این این آئی) انڈیا ریڈیو نے سندھ میں پاکستان دشمن جذبات کو بھڑکانے کے لئے اپنی سندھی سروس کے دورانیے میں حیرت انگیز طور پر تین گھنٹے کا اضافہ کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں جودھپور' جے پور' بھج اور دوسرے علاقائی ریڈیو اسٹیشنوں سے مارواڑی' ڈھاٹکی اور پارکری زبانوں میں تھر کے لوگوں کے لئے خصوصی نشریات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوسری طرف "سارنگ" اور "لیچ" کے عنوان سے ایک پراپیگنڈائی سلسلہ شہداد کوٹ سندھ سے چند سال قبل نقل مکانی کر کے بھارت جانے والی ادیبہ وینا سرنگی کا ترتیب دیا ہوا پروگرام نشر ہوتا ہے جس میں سندھ سے بھارت جانے والے ہندوؤں کی بپتا سنائی جاتی ہے اس سلسلے میں زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے سندھی ہندوؤں کو پاکستان کے خلاف بغاوت پر اکسانے کی کوشش ہوتی ہے۔ صبح کے ایک گھنٹہ کی نشریات میں سندھی مسلمانوں کے فرضی ناموں سے خطوط چھاپے جاتے ہیں جو "بجن تو کھی خبر کھڑی" کے عنوان سے ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ شام کو ساڑھے پانچ سے آٹھ بجے تک معروف سندھی اور پاکستان دشمن ادیبوں ہیرو ٹھکر' شالے ساگر' آشا آہو جا' موہن ہتھانی' اشوک ملکانی' رمیش جیٹھوانی' ایشور لال' مینگو راج گرنانی' پرمانند کیولر امانی' موہنی بھائی اور اکو بھلا کے ترتیب دیئے ہوئے پروگراموں میں سندھ لونہاری' سندھ آبائی زبان' آج کا مہمان' بجنوں کے خطوط' تیری

Marfat.com

میری پریت پرانی، میری سندھ کی سگھڑ خواتین کے نام، میرا ملک ملیر وغیرہ کے عنوانات کے تحت اہل سندھ کو بھارت کا سجن بنانے کی مہم زوروں پر ہے۔ سرحد پار سے آمدہ اطلاعات کے مطابق یہ مہم ایل کے ایڈوانی جیسے اسلام دشمن سندھی کی سرپرستی میں منظم کی گئی ہے۔

Marfat.com

بسلسلہ المیہ بابری مسجد

پاکستان میں مندروں کی مرمت و تعمیر

محمد اسلم رانا

تمہید: ۶ر دسمبر ۹۲ء کو انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں بھارت میں بابری مسجد شہید کئے جانے پر ۷ر اور ۸ر دسمبر کو پاکستان میں شدید مظاہرے اور ہنگامے ہوئے تھے۔ ان ہنگاموں کے دوران جوشیلے' شوریدہ سر اور ناسمجھ و ناعاقبت اندیش نوجوانوں نے ہندو مندروں کو نقصان پہنچایا تھا' حکومت پاکستان کی طرف سے اقلیت پرستی کے روائتی جذبہ کے تحت اقلیتی نقصانات کی فوری تلافی کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں چند اخباری اطلاعات درج ذیل ہیں۔ لاہور میں مندروں کی مرمت و تعمیر میں نے بچشم خود ملاحظہ کی ہے (محمد اسلم رانا)

شہداد پور میں متاثرہ مندروں کا معائنہ

شہداد پور (نامہ نگار) اقلیتی رکن قومی اسمبلی کشن چند پاروانی اور ڈویژنل کمشنر حیدر آباد اسلم سنجرانی نے اتوار کو شہداد پور کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے ڈی سی سانگھڑ عبدالسبحان میمن' ہندو پنچائیت کے صدر دیوان کشن چند کے ہمراہ ہندوؤں کے متاثرہ مندروں اور املاک کا تفصیلی

Marfat.com

معائنہ کیا۔ انہوں نے ہندو برادری کو یقین دلایا کہ ان کے نقصانات کا حکومت کی جانب سے جلد معاوضہ ادا کر دیا جائے گا انہوں نے اسسٹنٹ کمشنر شہداد پور کو ہدایات جاری کیں کہ وہ نقصانات کی سروے رپورٹ دو دن کے اندر تیار کر کے انہیں روانہ کریں۔ بعد ازاں انہوں نے سابق صوبائی وزیر اور رکن سندھ اسمبلی میر محمد وسان کی رہائش گاہ پر جا کر ان کی ہمشیرہ کے انتقال پر تعزیت کی۔ دریں اثناء کشن چند پاروانی نے کہا ہے کہ بھارت میں انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں بابری مسجد کی شہادت ایک المناک واقعہ ہے جس پر پاکستان کے ہندو اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں یہ بات انہوں نے اتوار کو شہداد پور میں متاثرہ مندروں کے معائنہ کے موقع پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ واقعہ کے ردعمل میں پاکستان میں ہندوؤں کی عبادت گاہوں اور ان کی املاک کو زبردست نقصان پہنچایا گیا۔ جو افسوس ناک عمل تھا انہوں نے حکومت کی جانب سے اقلیتوں کو پہنچنے والے نقصانات کا معاوضہ ادا کرنے کے فیصلے کو مستحسن قدم قرار دیا۔ جس پر پوری ہندو برادری وزیراعظم نواز شریف کی شکر گزار ہے انہوں نے بھارت کے وزیراعظم سے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کی تاریخی بابری مسجد کو جلد دوبارہ تعمیر کرایا جائے اور بھارت میں مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔ (جنگ کراچی ۹۲-۱۲-۲۲)

اقلیتوں کے تحفظ کے لئے اقدامات

Marfat.com

بیلہ (نامہ نگار) بلوچستان بھر خصوصاً ضلع لسبیلہ میں اقلیتی برادری کے مندروں اور دیگر املاک پر حملے اور ان کو نذر آتش کرنے کے واقعات افسوسناک ہیں۔ وفاقی حکومت کی بھرپور کوششوں کے سبب متاثرہ افراد کے نقصان کے فوری ازالہ کے لئے جلد ہی اقدامات کئے جائیں گے۔ ان خیالات کا اظہار اقلیتی ممبر قومی اسمبلی بھگوان داس چاؤلہ نے دورہ لسبیلہ کے دوران حب اوتھل اور بیلہ میں اقلیتی برادری کے رہنماؤں اور متاثرین سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ بابری مسجد کو شہید کر کے انتہا پسند ہندوؤں نے ایک ایسی غلطی کی ہے جس کا کبھی بھی ازالہ نہیں ہو سکتا ہے لیکن اس کی سزا پاکستان میں صدیوں سے امن و سکون سے آباد اقلیتی برادری کو دینا کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم پاکستان نواز شریف اور ان کی کابینہ کے ارکان نے حالیہ واقعات کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے پورے پاکستان میں ان واقعات میں ملوث افراد کے خلاف فوری کارروائی کی ہدایت جاری کرنے کے ساتھ ساتھ مندروں کی فوری تعمیر اور دیگر املاک کے نقصانات کے ازالے کے لئے حکومت کی جانب سے جو مثبت اقدامات کئے ہیں وہ یقیناً قابل تعریف ہیں' پاکستان بھر میں مقیم اقلیتی برادری ان اقدامات کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار کرتی ہے کہ ان کے نقصانات کے فوری ازالے کے لئے مثبت اقدامات کئے جائیں گے۔ اس موقع پر ہندو پنچایت میلہ کے صدر مکھی نبن داس اور دیگر رہنماؤں نے انہیں بیلہ میں ہونے والے

Marfat.com

نقصانات کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ (جنگ کراچی ۹۲۔۱۲۔۲۲)

سندھ میں مندروں کی مرمت

کراچی (اے پی پی) وفاقی ایڈیشنل سیکرٹری اقلیتی امور ذوالفقار علی قریشی نے کہا ہے کہ بابری مسجد کے شہید ہونے کے نتیجے میں ہونے والے مظاہروں میں اقلیتی برادری کے جن باشندوں کو نقصان پہنچا ہے ان کو معاوضے کی ادائیگی کی جا رہی ہے۔ یہ بات انہوں نے سندھ میں اقلیتی برادریوں کے باشندوں اور مندروں وغیرہ کو پہنچنے والے نقصانات کا جائزہ لینے والے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اجلاس میں اقلیتی برادریوں کے نمائندوں، رکن قومی اسمبلی بھگوان داس، مہرومل جگوانی اور ہوشنگ پروچہ اور صوبائی سیکرٹری زکوٰۃ و عشر کمال الدین قریشی اور ایڈمنسٹریٹر متروکہ جائیداد ٹرسٹ محمد رشید خان اور دیگر افسران شریک تھے۔ اس موقع پر بابری مسجد کی شہادت کے نتیجے میں ہونے والے ہنگاموں کے دوران ہلاک ہونے والے ایک شخص ہیرا لال کے والد کو ۵۰ ہزار روپے کا چیک دیا گیا۔ وفاقی سیکرٹری کو بتایا گیا کہ بلوچستان کے ۸ خاندانوں اور پنجاب کے خاندان کو بھی معاوضہ ادا کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی اور دعویدار ہے تو وہ حکومت سے رجوع کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ معاوضہ وزیراعظم کی ہدایت پر دیا جا رہا ہے۔ سیکرٹری نے بتایا کہ وفاقی حکومت نے اعلیٰ اختیاراتی بورڈ قائم کیا ہے جو مندروں وغیرہ کی مرمت کے سلسلے میں صورت حال کا

Marfat.com

جائزہ لے گا۔ بورڈ میں محکمہ زکوٰۃ و عشر سندھ، سرحد اور بلوچستان کے سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری پنجاب شامل ہیں انہوں نے کہا کہ سندھ میں مندروں کی مرمت کے سلسلے میں سب کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ مندروں میں جن مورتیوں کو نقصان پہنچا ہے ان کا معاوضہ بھی ادا کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے اقلیتی برادری کے اراکین صوبائی و قومی اسمبلی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے اجلاس میں موجود اقلیتی برادری کے نمائندوں نے مندروں وغیرہ کی مرمت کے سلسلے میں حکومت کے اقدامات پر اطمینان کا اظہار کیا۔ (جنگ کراچی ۹۳-۱-۲۴)

کراچی (اسٹاف رپورٹر) صوبائی وزیر مذہبی امور و ج محمد حنیف سولجر نے کہا ہے کہ حکومت اقلیتوں کے جان و مال کے تحفظ کو اولین ترجیح دے رہی ہے کیونکہ ہماری نظر میں تمام شہری یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ بات انہوں نے مناراٹی ہاؤس میں پاکستان مناراٹی فرنٹ کے زیر اہتمام ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ ہنگاموں میں اقلیتوں کی جن عبادت گاہوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کی تعمیر نو اور مرمت کا کام تیزی سے جاری ہے اور اس پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقلیتوں نے پاکستان کی ترقی و تعمیر میں جو کردار ادا کیا ہے وہ ناقابل فراموش ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ آئندہ بھی اس سلسلے میں کام کرتے رہیں گے۔ صوبائی وزیر تعلیم عابد شریف نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت صوبے کے تمام طالب علموں کو بلا

Marfat.com

تفریق تعلیمی سہولتیں فراہم کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں ہر ممکن اقدامات کئے جائیں گے۔ (جنگ کراچی ۹۳-۱-۲۴)

پاکستان میں اقلیتیں محفوظ ہیں

ٹنڈو جام (نامہ نگار) صوبائی اسمبلی کے اقلیتی رکن اور پاکستان مناریٹی فرنٹ کے قائد مائیکل جاوید نے کہا ہے کہ امریکہ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل بوسنیا اور کشمیر کے مسئلے پر جو کردار ادا کر رہا ہے اس سے پوری مسیحی برادری کے سر شرم سے جھک گئے ہیں۔ عراق کے خلاف اگر کارروائی کی جا سکتی ہے تو بوسنیا اور کشمیر میں انسانیت کو پامال کرنے والوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جاتی۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کا فیصلہ واپس لے لیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ باتیں نامہ نگار مشرق ظفر الاسلام سے کرتے ہوئے کہیں انہوں نے کہا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو ہر قسم کی آزادی اور تحفظ حاصل ہے لیکن اس بات پر ہم مسلمانوں کے سامنے شرمندہ ہیں کہ ہماری جن ممالک میں اکثریت ہے وہاں مسلمانوں کے ساتھ صحیح سلوک نہیں ہو رہا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت میں بابری مسجد کی شہادت نے نہ صرف بھارت کے آئین اور قانون کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی بلکہ بھارت کے منہ پر نہ مٹنے والی کالک مل دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے افسوس اس بات پر ہے کہ ابھی تک بھارت کی گلیوں، سڑکوں پر مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ بھارتی حکومت اور بین الاقوامی طاقتیں صرف خاموش

Marfat.com

تماشائی بنی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک مسجد مندر اور گرجا سب برابر اور قابل احترام ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کشمیر میں اور سربیا بوسنیا میں جس طرح انسانیت اور انسانی حقوق کو روند رہے ہیں اس کی پوری دنیا میں مثال نہیں ملتی اور اقوام متحدہ سلامتی کونسل اور امریکہ اور پوری یورپی برادری صرف خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اور ان کے اس گھناؤنے کردار نے پوری مسیحی عوام کے سروں کو شرم سے جھکا دیا ہے انہوں نے کہا کہ جب عراق کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے تو امریکہ اور یورپی برادری اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل بھارت سربیا اور اسرائیل کی کھلی انسانیت کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتی۔ (مشرق ۹۳-۱-۲۴)

ضلع تھر میں گائے ذبح کرنے پر پابندی

میرپور خاص (این این آئی) ضلع تھرباب الاسلام سندھ کا ایک ایسا ضلع ہے جہاں گائے کے ذبح پر پابندی ہے اور سرکاری انتظامیہ بھی "ہندوؤں" کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے اور اس کے گوشت کو فروخت کی اجازت نہیں دیتی۔ اطلاعات کے مطابق ضلع تھر کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر "مٹھی" اور ایک دوسرے شہر "اسلام کوٹ" میں جہاں ہندوؤں کا غلبہ ہے گائے سمیت بڑے جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگرچہ مٹھی اور اسلام کوٹ میں مسلمان بھی بستے ہیں اور اگر وہ

Marfat.com

چاہیں بھی تو گائے سمیت کسی بھی بڑے جانور کو ذبح نہیں کر سکتے اور ایسا کرنے کی صورت میں "ہندوؤں کے احتجاج" پر سرکاری انتظامیہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ مٹھی اور اسلام کوٹ اور ان کے گرد و نواح کے دیہات اور قصبوں میں بڑے گوشت کی کوئی دکان یا مارکیٹ نہیں ہے۔ اس سلسلے میں مسلمانوں نے ڈپٹی کمشنر تھر اور ایک فوجی افسر سے ملاقات کر کے ان سے بڑے جانور ذبح کرنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دینے کی بجائے کہا کہ "جیسا پہلے سے چل رہا ہے چلنے دو۔" اس سلسلے میں ضلع تھر کے بعض مسلمانوں نے بتایا کہ "یوں لگتا ہے کہ مٹھی اور اسلام کوٹ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں شامل نہیں بلکہ بھارت کا حصہ ہیں۔" انہوں نے اس صورت حال کو مسلمانوں کی دینی غیرت و حمیت کے لئے ایک چیلنج اور حکومت کے لئے لمحہ فکریہ قرار دیا ہے۔ (نوائے وقت ۹۳-۱-۶)

Marfat.com

بمبئی مسلمانوں کا مقتل بن گیا ہے: ٹائم

بمبئی (فارن ڈیسک) مسلمانوں کے لئے دس دن سے مقتل بن جانے
والے اہم ترین بھارتی شہر بمبئی میں مسلمانوں کے علاقے خاکستر بن چکے
ہیں- لا تعداد مسلمانوں کے گھر راکھ کا ڈھیر اور ان کے کاروباری مراکز ملبے
کا انبار بن گئے ہیں مگر جنونی ہندوؤں کے ٹولے بمبئی کے گلی کوچوں میں
"جلا دو اور مار دو" کے نعرے لگاتے اب بھی دندناتے پھر رہے ہیں یہ
تفصیلات ٹائم میگزین کی تازہ رپورٹ میں دی گئی ہیں- ٹائم نے بتایا کہ بمبئی
کے جنوب کی غریب مسلم آبادیوں میں ہزاروں مسلمانوں کی جھونپڑیاں
چاروں طرف سے گھیر کر نذر آتش کی گئیں عمارتوں کو دھماکے سے اڑا دیا
گیا یہ وارداتیں جنوب مغربی اضلاع میں بھی بڑی سفاکی سے ہوئیں- وہاں
زاب بم اور پیٹرول بم استعمال کئے گئے- اگرچہ دسمبر کے شروع میں ہندو
لم فسادات کے فوراً بعد ۳۰ ہزار افراد پر مشتمل خصوصی پولیس عملہ
نات کیا گیا تھا اور کرفیو بھی لگا تھا- لیکن جب ہندوؤں نے مسلمانوں کا
عام اور ان کے گھروں کو جلانا شروع کیا تو دیکھتے ہی گولی مارنے کے حکم
عمل کرنے کے بجائے بھارتی فورسز تماشائی بنی رہیں اور بمبئی جلتا رہا ہندو
شیوا کی فوج شیو سینا لوٹ مار، قتل و غارت گری اور من مانی کرتی رہی
ب فوج وہاں پہنچی تو ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۶۰۰ سے تجاوز کر چکی
۶۵ سالہ کارٹونسٹ بال ٹھاکرے نے جو شیو سینا کا سربراہ ہے اپنے

Marfat.com

...یوں سے کہا کہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھا لو اور ا... عبرتناک سبق دو۔ ٹھاکرے نے اپنی پارٹی کے اخبار میں لکھا کہ اگر مسلمانوں نے جوابی کارروائی کی کوشش کی تو مسلم کش فسادات پورے ملک میں کرائے جائیں گے ٹائم نے لکھا ہے کہ بد ترین ہندو مسلم فسادات کے نتیجے میں نئی دہلی میں بھی وزیراعظم نرسیما راؤ کی حکومت کو مفلوج بنا کر رکھ دیا گیا ہے ان فسادات نے بمبئی کے ۳۰ لاکھ مسلمانوں کا مستقبل غیر یقینی بنا دیا ہے۔

(نوائے وقت ۹۳-۱-۲۱)

پاکستان ایک نعمت عظیم ہے

اس نعمت رب جلیل کی اہمیت اور بھارتی مسلمانوں کی بدحالی کی وسیع تبلیغ و اشاعت کے لئے اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ طباعت لازم و لابدّ ہے۔

ذخیرہ

اگر اللہ پاک

کا کوئی اہل دردبندہ اس کتاب کو چھپوانا چاہے تو کتابت شدہ کاپی میرے پاس محفوظ ہے۔ خرچہ مجھے دیدیا جائے تو چھپوا بھی دوں گا۔ بفضلہ تعالیٰ (اسلم)

Marfat.com

ضروری تبلیغی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	انجیل برناباس				۲
۱۶	اسلام کی خصوصیات	۲	۳۲	حضور کے بینظیر معجزات	۳۰

Marfat.com

مسلم رانا کے فاضلانہ اور محققانہ قلم سے

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	حضرت مسیح اور کتاب مقدس	۳	۱۴	اسلام اور سابقہ مقدس	۳
۲	مسیحی عقائد	۳	۱۵	الوہیت مسیح اور تثلیث	۳
۳	بائبل کے متن کی حیثیت	۳	۱۶	حضرت اسماعیلؑ کی الہامی بشارتیں	
۴	حبیبؐ خدا	۳	۱۷	اصلیت مسیحیت	۳
۵	چند مسیحی غلط فہمیوں کا ازالہ	۳	۱۸	تہذیب نو	۵
۶	مسیحی یا مسلمان	۴	۱۹	کیا بائبل کلام الٰہی ہے	۳
۷	قرآن سے بائبل کی تصدیق	۳	۲۰	بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام	۳
۸	حقیقت قصص بائبل	۵	۲۱	بائبل میں مسیح کے نسب نامے	۳
۹	عصمت انبیاءؑ	۳	۲۲	عالمگیر مذہب، عیسائیت یا پولوسیت	۳
۱۰	[illegible]	۵	۲۳	سازش کا پردہ چاک ہوتا ہے	۵
۱۱	بائبل میں رد و بدل حصہ اول	۵	۲۴	اقلیتیں مقدس امانت ہیں	۳
۱۲	بائبل میں رد و بدل حصہ دوم	۵	۲۵	انجیل نویسوں کی بے خبری	۳
۱۳	تعارف بائبل [illegible]	-	۲۶	تثلیث فی التوحید	۱۲

۲۷	قرآن کریم لازوال معجزہ ہے	۱۵
۲۸	قدیم بت پرستیوں کا مسیحی مجموعہ کرسمس	ختم
۲۹	بھارتی مسلمانوں پر لرزہ خیز مظالم	۱۰

اسلامی مشن سنت نگر، لاہور

Marfat.com

مسلم رانا کے فاضلانہ اور محققانہ قلم سے

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	حضرت مسیح اور کتاب مقدس	۳	۱۴	اسلام اور سابقہ مقدس	۳
۲	مسیحی عقائد	۳	۱۵	الوہیت مسیح اور تثلیث	۳
۳	بائبل کے متن کی حیثیت	۳	۱۶	حضرت اسماعیلؑ کی الہامی بشارتیں	
۴	حبیبِ خدا	۳	۱۷	اصلیت مسیحیت	۳
۵	چند مسیحی غلط فہمیوں کا ازالہ	۳	۱۸	تہذیب نو	۵
۶	مسیحی یا مسلمان	۴	۱۹	کیا بائبل کلام الٰہی ہے	۳
۷	قرآن سے بائبل کی تصدیق	۳	۲۰	بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام	۳
۸	حقیقت قصص بائبل	۵	۲۱	بائبل میں مسیح کے نسب نامے	۳
۹	عصمت انبیاء	۳	۲۲	عالمگیر مذہب، عیسائیت یا پولوسیت	۳
۱۰	[illegible]	۵	۲۳	سازش کا پردہ چاک ہوتا ہے	۵
۱۱	بائبل میں ردوبدل حصہ اول	۵	۲۴	اقلیتیں مقدس امانت ہیں	۳
۱۲	بائبل میں ردوبدل حصہ دوم	۵	۲۵	انجیل نویسوں کی بے خبری	۳
۱۳	تعارف بائبل	-	۲۶	تثلیث فی التوحید	۱۲
۲۷	قرآن کریم لازوال معجزہ ہے	۱۵			
۲۸	قدیم بت پرستیوں کا مسیحی مجموعہ کرسمس	ختم			
۲۹	بھارتی مسلمانوں پر لرزہ خیز مظالم	۱۰			

اسلامی مشن سنت نگر، لاہور

Marfat.com